(تصنیف لطیف)

حضور فیضِ ملّت، مفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ ابوالصالح مفتی

نور اللہ مرقدہ

محمد فیض احمد اویسی رضوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصّلٰوۃُ وَالسّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ

# "فیض الغفور فی علم ما فی الصدور"

المعروف

# دلوں کے راز

از


شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان،خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ


نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کی تصحیح کرلی جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

## ﴿تمہید﴾

ہم اہلسنت اپنے نبی پاک ﷺ کے فضائل و کمالات میں ایک کمال یہ بھی مانتے ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی امت کے سینوں کے مخفی امور کا بھی علم عطا فرمایا ہے اگرچہ یہ ہمارے دعویٰ علم کے ماتحت ہمارے دلائل میں بار بار مذکور ہوا لیکن چونکہ آج کل طبائع کو دینی و اسلامی مسائل و عقائد کی طرف توجہ نہیں۔ با لخصوص سرور عالم ﷺ کی ذات اقدس کے علم مبارک کو اختلافی مسائل کا نام دے کر اہل اسلام کو ایسی سعادت سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ فقیر نے فرصت پا کر چند سطور لکھ دیئے اور رسالہ کا نام رکھا "فیض الغفور فی علم ما فی الصدور"

اللہ تعالیٰ اسے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے قبول فرمائے۔ (آمین)

## ﴿مقدمہ﴾

ہم اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ علم کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ اللہ عزوجل علیم بالذات ہے اس کے بغیر بتائے کوئی ایک حرف بھی نہیں جان سکتا۔

۲۔ حضور ﷺ اور دیگر انبیائے کرام کو رب تعالیٰ نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

۳۔ حضور ﷺ کا علم ساری خلقت سے زیادہ ہے حضرت آدم و خلیل علیہما السلام اور ملک الموت و شیطان بھی خلقت ہیں۔ یہ تین باتیں ضروریات دین میں سے ہیں ان کا انکار کفر ہے۔

**فائدہ:** اولیاء کرام کو بھی بالواسطہ انبیاء کرام کچھ علوم ہیں۔

حضور سرور عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا مظہر اتم (تمام بیان کرنے والے) ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جملہ صفات سے (باستثنا چند) حضور ﷺ موصوف ہیں مثلاً رحیم کریم رؤف وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کے صفات ذاتی ہیں حضور ﷺ کے صفات عطائی یعنی بہ عطائے الٰہی ہیں۔ سیدنا یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے سعادۃ الدارین میں لکھا ہے:

فانه یراک ویسمعک کلماذکرته لانه متصف بصفات اللّٰہ الخ [1]

یعنی حضور ﷺ تجھے دیکھ رہے ہیں اور تیری ہر بات سنتے ہیں جب تو انہیں یاد کرتا ہے کیونکہ آپ اللہ کی صفات سے موصوف ہیں۔

سیدنا حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں لکھتے ہیں:

بدانکه وے ﷺ می بیند و می شنود کلام ترانر یرا که وے متصف است بصفات الله تعالی [2]

یعنی یقین کیجیے کہ حضور ﷺ تجھے دیکھتے اور تیری بات سنتے ہیں کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی صفات کے موصوف ہیں۔

اس تقریر پر ماننا لازم ہے کہ علیم بذات الصدور اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس کی عطا سے حضور ﷺ بھی موصوف ہیں۔

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب اعظم اور خلیفہ بر حق ہیں اسی لئے آپ میں اللہ تعالیٰ کے صفات سے موصوف ہونا اسلامی عقیدہ ہے۔ مزید دلائل ہم نے دوسری تصانیف "تنہاداری" اور رسالہ "فناءوبقاء" میں لکھے ہیں۔

**خالق و مخلوق کا فرق:** بعض اوہام اس طرف گئے ہیں کہ اس طرح سے خالق و مخلوق میں برابری لازم آتی ہے یہ غلط ہے اس لئے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی عظمت و کبریائی میں اور اپنے ملک و ملکوت میں اور اپنے اسمائے حسنیٰ وصفاتِ عالیہ میں اپنی مخلوق نبی ہو یا ولی میں سے کسی بھی شے کے مماثل نہیں اور نہ ہی مخلوق میں سے کوئی شے اس کے مشابہ ہے چنانچہ واسطی قدس سرہ نے فرمایا:

''لیس کذاته ذات، ولا کاسمه اسم، ولا کفعله فعل، ولا کصفته صفة إلا من جهة موافقة اللفظ اللفظ'' [3]

یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات جیسی کوئی ذات نہیں اور نہ ہی اس کے اسم جیسا کوئی اسم ہے اور نہ اسکے فعل جیسا کوئی فعل ہے اور نہ اسکی صفت جیسی کوئی صفت ہے ان میں مشابہت اگر کچھ ہو بھی سکتی ہے تو صرف لفظی موافقت کی بناء پر ہو سکتی ہے۔

**شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ:** حضرت سلطان العلماء ملا علی قاری شرح شفاء میں لکھتے ہیں کہ وصف حقیقی کے لحاظ سے خالق کے کسی بھی وصف میں مخلوق کا اشتراک ممکن نہیں ہاں جو کچھ اشتراک نظر بھی آتا ہے تو وہ صرف عرفی و مجازی معنی کے اعتبار سے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ

---

[1] (سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین، الباب التاسع فی الکلام علی رؤیة النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یقظة ومناما الخ، ص454، دار الفکر بیروت)

[2] (مدارج النبوت، وصل نوع ثانی کہ تعلق معنوی است، 787/2، مطبوعہ نولکشور لکھنو)

[3] (جواہر البحار فی فضل النبی المختار ﷺ، ذکر ومنهم سیدی عبدالکریم الجیلی، الباب الثالث فی اتصاف محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم بالاسماء والصفات الالهیة، 88/1، دار الکتب العلمیة، بیروت)

سمیع، بصیر، حیّ، قادر، خبیر، رؤف الرحیم ہے جبکہ یہی بعض صفات مخلوق میں بھی محقق ہیں اس جیسا کہ متدین (دیندار) سے مخفی نہیں اس کی تفصیل بعض اولیاء کرام کو بھی حاصل ہے جسے ہم کشف سے تعبیر کرتے ہیں۔[4]

**عجیب نکتہ از سیدنا جیلی قدس سرہ:** حضرت شیخ عبدالکریم جیلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی اکرم ﷺ کو فرمایا" اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ "اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم کا خلق قرآن کریم تھا۔ شیخ موصوف نے فرمایا کہ اس ارشادِ عائشہ رضی اللہ عنہا میں سید عالم ﷺ کا حقیقتا کمالات الٰہیہ سے متصف ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

''لأن القرآن إنما ھو عبارة عن کمالات اللّٰہ تعالیٰ، و أیضاً القرآن کلام اللّٰہ تعالیٰ، و الکلام صفة المتکلم، و ھو خالق محمد ﷺ، یعنی و صفہ، فھو متصف بأ وصاف اللّٰہ تعالیٰ، و قد انفرد ﷺ بکمال ذلک دون کل موجود" [5]

اس لئے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کے کلمات سے عبارت ہے نیز قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور کلام متکلم کی صفت ہوا کرتی ہے اور جب قرآن اللہ تعالیٰ کی صفت ہو تو یہی سید عالم ﷺ کا خلق یعنی صفت ہوا جس کا نتیجہ نکلا کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے متصف ہوئے اور اس کمال میں حضور ﷺ منفرد ہوئے جبکہ موجودات میں دوسرا کوئی بھی اس وصف سے موصوف نہیں۔

**نتیجہ نکلا:** حضور سرور عالم ﷺ سینوں کے مخفی اسرار سے واقف تھے۔ یہ طویل بحث ہم نے اس لئے کی کہ ہمارے موضوع سخن کو پڑھنے سے کسی کو شرک کا خدشہ نہ ہو اور نہ ہی فتوی صادر ہو کہ نبی اکرم ﷺ کو حد سے بڑھا دیا گیا ہے اور غلو جیسی لعنت سے حفاظت ہو یعنی "بعد از خدا بزرگ توئی" پر ایمان ہو۔

مزید ابحاث ہم نے دوسری تصانیف میں لکھ دیئے ہیں اب اصل مسئلہ کے دلائل پڑھیں۔

## ﴿باب اول آیات قرآن﴾

یہ مسئلہ قرآنی آیات کے اشارات سے ثابت ہے اس موضوع پر مندرجہ ذیل آیات سے استدلال کیا جاتا ہے۔

وَ جِئْنَا بِکَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ۔ (پارہ۱۴، سورۂ النحل، آیت۸۹)

**ترجمہ:** اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے۔

---

[4] (شرح الشفا، فصل [في تشريف الله تعالى له بما سماه به من أسمائه الحسنى]، 515/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1421 ھ)

[5] (جواہر البحار فی فضل النبی المختار ﷺ، ذکر ومنھم سید ی عبدا لکریم الجیلی، الباب الثالث فی اتصاف محمد ﷺ بالاسماء والصفات الالھیة، ، 351/1، دار الكتب العلمية، بيروت)

تفسیر نیشاپوری میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

لأن روحه شاهد على جميع الأرواح والقلوب والنفوس لقوله: «أول ما خلق الله روحي» [6]

اس لئے کہ حضور ﷺ کی روح مبارک تمام روحوں، دلوں اور نفسوں کو دیکھنے والی ہے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے جو پہلے پیدا فرمایا وہ میری روح ہے۔

**فائدہ:** اس آیت اور اس قسم کی دوسری آیات سے علم کلی کا استدلال ہمارے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا اہل سنت کی تصانیف اور فقیر کی تصنیف "حاضر و ناظر و علم غیب" میں تفصیل سے مذکور ہے۔

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۔ (پارہ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۳)

**ترجمہ:** اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

خاتم المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ، اپنی تفسیر عزیزی میں آیت ہذا کے تحت لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنے نور نبوت کی وجہ سے ہر دیندار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ تک پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کون سا حجاب اس کی ترقی سے مانع (روکنے والا) ہے پس حضور ﷺ تمہارے گناہوں کو اور تمہارے ایمانی درجات کو اور تمہارے نیک و بد اعمال اور تمہارے اخلاص اور نفاق کو پہچانتے ہیں لہٰذا ان کی گواہی دنیا میں بحکم شرع امت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے۔

**فائدہ:** اصل عبارت فارسی ہے ہم نے یہاں ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔

اس طرح حضرت علامہ حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ

هذا مبنى على تضمين الشهيد معنى الرقيب والمطلع فعدى تعديته والوجه في اعتبار تضمين الشهيد الاشارة الى ان التعديل والتزكية انما يكون عن خبرة ومراقبة بحال الشاهد

ومعنى شهادة الرسول عليهم اطلاعه على رتبة كل متدين بدينه وحقيقته التي هو عليها من دينه وحجابه الذي هو به محجوب عن كمال دينه فهو يعرف ذنوبهم وحقيقة ايمانهم وأعمالهم وحسناتهم وسيآتهم وإخلاصهم ونفاقهم وغير ذلك بنور الحق وأمته يعرفون ذلك من سائر الأمم بنوره عليه الصلاة والسلام [7]

---

[6] (تفسير النيسابوري، سورة النحل، 304/4، دار الكتب العلميه – بيروت، الطبعة: الأولى 1416 ھ)

[7] (تفسير روح البيان، سورة البقرہ: 143، 248/1، دار الفكر بيروت)

یہ اس بنا پر ہے کہ کلمہ شہید میں محافظ اور خبر دار کے معنی بھی شامل ہیں اور اس معنی کے شامل کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ کسی کو عادل کہنا اور صفائی کی گواہی دینا گواہ کے حالات پر مطلع ہونے سے ہو سکتا ہے اور حضور ﷺ کی مسلمانوں پر گواہی دینے کے معنی یہ ہیں کہ حضور ﷺ ہر دین دار کے دینی مرتبہ کو پہچانتے ہیں پس حضور ﷺ مسلمانوں کے گناہوں کو ان کے ایمان کی حقیقت کو ان کے اچھے برے اعمال کو ان کے اخلاص اور نفاق وغیرہ کو نورِ حق سے پہچانتے ہیں اور حضور ﷺ کی امت بھی قیامت میں ساری امتوں کے حالات جانے گی مگر حضور ﷺ نور ہیں۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (پارہ ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۷۹)

ترجمہ: اور اللہ کی شان یہ نہیں اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

تفسیر بیضاوی میں اس آیت کے ماتحت ہے:

وما كان الله ليؤتي أحدكم علم الغيب فيطلع على ما في القلوب من كفر وإيمان، ولكن الله يجتبي لرسالته من يشاء فيوحي إليه ويخبره ببعض المغيبات، أو ينصب له ما يدل عليها. [8]

اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کو علم غیب نہیں دینے کا کہ مطلع کرے اس کفر و ایمان پر جو کہ دلوں میں ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی پیغمبری کے لیے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے پس اس کی طرف وحی نازل فرماتا ہے اور بعض غیوب کی خبر دیتا ہے اور آپ کے لیے ایسے دلائل لاتا ہے جو آپ کو غیب کی باتوں پر دلالت کریں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو (شرح الصدور) کی خوشخبری سنائی۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ٥ (پارہ ۳۰، سورۂ الشرح، آیت ۱)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔

جسے شرح صدر نصیب ہو جائے اس کا ہر طور طریقہ نرالا ہوتا ہے۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ۔ (پارہ ۲۳، سورۂ الزمر، آیت ۲۲)

ترجمہ: تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا۔

اسی لئے حضور ﷺ نے کامل مؤمن کے لئے فرمایا: اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰهِ [9]

---

[8] (تفسیر البیضاوی، سورۂ آل عمران: 179، 51/2، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الأولى 1418 ھ)

[9] (سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول الله، باب ومن سورة الحجر، 279/5، الحديث: 3127، دار الكتب العلمية)

یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

جب عام مؤمن یعنی عارف نورِ الٰہی سے دیکھتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کے لئے بد گمانی کرنا کہ انہیں باطنی امور کا علم نہیں تو اپنی بد قسمتی کا اظہار کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ لا یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓئُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ط یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثٰلَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمٌ ० (پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۳۵)

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب (مشرق) کا نہ پچھم (مغرب) کا۔ قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اُٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

فائدہ: آیت کریمہ میں دو باتیں قابل غور ہیں (۱) نور الٰہی (۲) نور الٰہی کی مثال

نور الٰہی کے متعلق کعب الاحبار ابن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الْمُرَادُ بِالنُّورِ الثَّانِي هُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم. وقوله تعالى «مَثَلُ نُورِهِ» أَيْ نُورِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [10]

یعنی اللہ تعالیٰ کے ارشاد مثل نور میں نور ثانی سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں مثال سے بھی۔

چنانچہ محی السنۃ علامہ علاؤالدین علی بن محمد المعروف بالخازن فرماتے ہیں اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقيل وقع هذا التمثيل لنور محمد صلّى الله عليه وسلّم قال ابن عباس لكعب الأحبار: أخبرني عن قوله تعالى مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكاةٍ قال كعب: هذا مثل ضربه الله لنبيّه صلّى الله عليه وسلّم فالمشكاة صدره والزجاجة قلبه والمصباح فيه النبوة توقد من شجرة مباركة هي شجرة النبوة يكاد نور محمد صلّى الله عليه وسلّم وأمره يتبين للناس ولو لم يتكلم به أنه نبيّ كما يكاد ذلك الزيت يضيء، ولو لم تمسسه نار [11]

---

[10] (الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ، الفصل الأول فيما جاء من ذلک مجيء المدح والثناء وتعداد المحاسن، 58/1، دار الفيحاء – عمان، الطبعة: الثانية 1407 ھ)

[11] (تفسير الخازن، سورۂ النور، آیت34، 297/3، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1415 ھ)

اور کہا گیا ہے یہ تمثیل نور محمد ﷺ کی ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ''مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ'' کا معنی مجھے بتاؤ انہوں نے فرمایا اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی مثال بیان فرمائی ہے تو مشکوۃ طاق سے مراد نبوت ہے جو نبوت کے مبارک شجر سے روشن ہے اور اس نور محمدی ﷺ کی روشنی اور چمک ایسی ہے کہ اگر آپ اپنے نبی ہونے کا بیان نہ بھی فرمائیں تب بھی لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

المشكاة: جوف محمد صلّى الله عليه وسلّم والزجاجة قلبه والمصباح النور الذي جعله الله فيه لا شرقية ولا غربية، لا يهودي ولا نصراني توقد من شجرة مباركة إبراهيم نور على نور قلب إبراهيم ونور قلب محمد صلّى الله عليه وسلّم [12]

طاق تو حضور ﷺ کا سینہ اور فانوس قلب مبارک ہے اور چراغ وہ نور ہے نہ عربی نہ یہودی ہے نہ نصرانی، روشن ہے شجرہ مبارک یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نور پر نور ہے یعنی نور قلب ابراہیم پر نور قلب محمد ﷺ۔

وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ۔ (پارہ۲٦، سورۂ محمد، آیت۳۰)

**ترجمہ:** اور ضرور تم انہیں بات کے اسلوب میں پہچان لوگے۔

**تفسیر:** جلالین کی مشہور شرح میں امام سلیمان الجمل امام کرخی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"فان قلت: كيف نفى علمه بحال المنافقين هنا، واثبته فى قوله تعالىٰ: ''وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ'' فالجواب: أن آية النفى نزلت قبل آية الإثبات"۔ [13] (الفتوحات الالهية، جلد۲، صفحه ۳۱۲)

یعنی اگر تم کہو کہ حضور ﷺ کا منافقین کے حال جاننے کی نفی کیوں کی گئی ہے حالانکہ آیت ''وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ'' میں اس کے جاننے کا ثبوت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ نفی کی آیت سے پہلے اتری ہے۔

**توضیح:** مفسر نے ایک اعتراض کا جواب دیاوہ سوال یہ ہے کہ آیت: لَا تَعْلَمُهُمْ ط نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ط (پارہ۱۱، سورۂ التوبۃ، آیت۱۰۱)

**ترجمہ:** تم انہیں نہیں جانتے، ہم انہیں جانتے ہیں۔

---

[12] (تفسير الخازن، سورۂ النور: 34، 298/3، دار الكتب العلمية– بيروت، الطبعة: الأولى، 1415 ھ)

[13] (حاشية الصاوي على تفسير الجلالين، سورة التوبة: 101، 68/2، دار الكتب العلمية– بيروت)

(تفسير الفتوحات الالهية، سورۂ محمد: 30الی 32، 201/7، دار الكتب العلمية، بيروت)

میں حضور عالم ﷺ کو کہا گیا ہے کہ آپ منافقین کے حالات سے بے خبر ہیں لیکن اس آیت میں اس کا اثبات اس کی کیا وجہ ہے مفسر نے فرمایا کہ نفی علم کی آیت پہلے اور اثبات کی آیت بعد کو نازل ہوئی اسی لیے اب اشکال نہ رہا۔ نبی اکرم ﷺ کے علم غیب کے منکر نفی کی آیت پیش کرتے ہیں لیکن افسوس کہ آیت اثبات سے آنکھ چراتے ہیں۔

**سوال:** آیۃ مذکور کو پیش کر کے تم اپنے موضوع سے ہٹ گئے کیونکہ تمہارا دعویٰ ہے کہ حضور ﷺ دل کے اسرار جانتے ہیں لیکن دعوی میں وہ آیت پیش کی جو قول زبان کی گفتگو سے متعلق ہے۔

**جواب:** اگرچہ مفسر نے اس کا جواب اپنی عبارت میں لکھ دیا اس مقام سے جواب لکھتے ہیں:

فکان بعد هذا لا یتکلم منافق عند النبی ﷺ إلا عرفه بقوله، و یستدل بفحوی کلامه علی فساد باطنه و نفاقه۔ [14]

اس آیت کے بعد کوئی بھی منافق حضور ﷺ کی خدمت میں کلام نہ کرتا تھا مگر حضور ﷺ اس کو پہچان لیتے تھے اور اس کے فسادِ باطن اور نفاق پر دلیل پکڑتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ زبان چونکہ دل کی ترجمان ہے اسی لئے ہمارے موضوع کے خلاف نہیں۔

وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ۔ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۳)

**ترجمہ:** اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

اس آیت سے علمائے تفاسیر نے استدلال کیا ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے: ''من خفیات الأمور أو من أمور الدین والأحکام'' [15]

یعنی امورِ مخفیہ کا علم یا اُمورِ دینیہ اور احکام کا علم۔

تفسیر مدارک میں ہے: ''وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ'' من أمور الدین والشرائع أو من خفیات الأمور وضمائر القلوب۔ [16]

دین اور شریعت کے امور سکھائے اور چھپی ہوئی باتیں دلوں کے راز بتائے۔

تفسیر خازن میں ہے: ''وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ'' یعني من أحکام الشرع وأمور الدین وقیل علمك من علم الغیب ما لم تکن تعلم وقیل معناه وعلمك من خفیات الأمور وأطلعك علی ضمائر القلوب وعلمك من أحوال المنافقین وکیدهم ما لم تکن

[14] (تفسیر الفتوحات الالهیة، سورۂ محمد:30 الي 32، 201/7، دار الکتب العلمیة، بیروت)

[15] (تفسیر البیضاوی، سورۂ النساء: 113، 426/1، دار إحیاء التراث العربي– بیروت، الطبعة: الأولی 1418 ھ)

[16] (تفسیر النسفی، سورۂ النساء، آیت113، 395/1، دار الکلم الطیب، بیروت، الطبعة: الأولی، 1419 ھ 1998 م)

تعلم وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيماً

يعني ولم يزل فضل الله عليك يا محمد عظيما [17]

ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو جناب حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فیض عظیم سے احکام شرع اور امور دین اور علوم غیب اور خفیات امور (پوشیدہ کام) اور ضمائر قلوب (دلوں کے راز) وغیرہا جن کو اب تک حضرت محمد ﷺ نہیں جانتے تھے تعلیم فرمائے اور اس کا فضل ہے اور تم پر اے محمد ﷺ اس کا فضل ہمیشہ رہے گا۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ۔ (پارہ ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۷۹)

ترجمہ: اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو۔

اس آیت کے تحت تفسیرِ خازن میں ہے:

قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: «عرضت على أمتي في صورها في الطين كما عرضت على آدم وأعلمت من يؤمن بي ومن يكفر بي» فبلغ ذلك المنافقين فقالوا استهزاء زعم محمدا أنه يعلم من يؤمن به ومن يكفر ممن لم يخلق بعد ونحن معه وما يعرفنا فبلغ ذلك رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فقام على المنبر فحمد الله تعالى وأثنى عليه ثم قال: ما بال أقوام طعنوا في علمي لا تسألوني عن شيء فيما بينكم وبين الساعة إلّا نبأتكم به۔ [18]

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم پر ہماری امت پیش فرمائی گئی اپنی اپنی صورتوں میں مٹی میں جس طرح کہ حضرت آدم پر پیش ہوئی تھی ہم کو بتادیا گیا کون ہم پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا یہ خبر منافقین کو پہنچی تو وہ ہنس کر کہنے لگے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ان کو لوگوں کی پیدائش سے پہلے ہی کافر و مومن کی خبر ہوگئی ہم تو ان کے ساتھ ہیں اور ہم کو نہیں پہچانتے یہ خبر حضور ﷺ کو پہنچی تو آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا کہ قوموں کا کیا حال ہے کہ ہمارے علم میں طعنے کرتے ہیں اب سے قیامت تک کی کسی چیز کے بارے میں جو بھی تم ہم سے پوچھو گے ہم تم کو خبر دیں گے۔

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

☆ حضور ﷺ کے علم میں طعنہ کرنا منافقوں کا طریقہ ہے۔

☆ قیامت تک کے واقعات سارے حضور ﷺ کے علم میں ہیں۔

---

[17] (تفسير الخازن، سورۂ النساء:113، 426/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1415ھ)

[18] (تفسير الخازن، سورۂ آل عمران:179، 324/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1415ھ)

☆ قلوب وصدور کے علوم واسرار بھی اس میں شامل ہیں ۔

☆حدیث شریف میں "من یؤمن بی الخ" صرف اپنی تخصیص میں اشارہ ہے کہ امت کے مومن وکافر کا امتیاز ان کی ذات اقدس سے ہوگا۔

جیسا کہ ہمارے دور میں بہت سے ایمان واسلام کا دعوی کرنے کے باوجود آپ ﷺ کی ذات اقدس کو نشانہ بناتے ہیں کہیں آپ کے علم کی تنقیص کہیں آپ کے تصرفات کا انکار کہیں آپ کے معجزات پر اعتراضات وغیرہا۔

# ﴿باب دوم احادیث مبارکہ﴾

عن ابن عباس قال : خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة فقال : اخرج يا فلان فإنك منافق ، واخرج يا فلان فإنك منافق . فأخرج من المسجد ناسا منهم فضحهم [19]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا پس فرمایا کہ اے فلاں نکل جا کیونکہ تو منافق ہے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو رسوا کرکے نکال دیا۔

فائدہ: شرح شفاء ملا علی قاری میں ہے: قال ابن عباس كان المنافقون من الرجال ثلاثمائة ومن النساء مائة وسبعين۔ [20]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منافق مرد تین سو(۳۰۰) تھے اور عورتیں ایک سو ستر (۱۷۰)۔

منافقین کی شرارتیں اور رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی اور گستاخی کی باتیں فقیر کی کتاب "ابلیس تا دیوبند" میں دیکھئے۔

انتباہ: ناظرین کو معلوم ہونا چاہیے کہ منافقین کی منافقت اور ان کے اندرونی حالات سے ہمارے حضور ﷺ نہ صرف خود واقف تھے بلکہ آپ کے تربیت یافتہ حضرات کو بھی اس کیفیت سے آگاہی حاصل تھی اور وہ بھی آپ کے فیضانِ کرم کا نتیجہ تھا۔

رازدان نبی ﷺ کا کمال: آنحضرت ﷺ نے جس صحابی کو اس راز سے مطلع کیا تو وہ بھی دائماً قلوب کے اسرار سے واقف ہو گیا تھا چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت علامہ عینی نے شرح بخاری میں لکھا:

أراد به حذيفة. فإنه صلى الله عليه وسلم أعلمه أمورا من أحوال المنافقين وأمورا من الذي يجري بين هذه الأمة فيما بعده، وجعل ذلك سرا بينه وبينه.

---

[19] (عمدة القارى شرح صحيح البخارى، كتاب الجنائز، باب ما جاء فى عذاب القبر، 198/8، الحديث: 1303، دار إحياء التراث العربي)

[20] (شرح الشفا، الباب الثانى فى تكميل الله تعالى له المحاسن خلقا وخلقا، فصل وأما الحلم، 249/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1421 ھ)

قوله: "الذي لا يعلم "كذا هو في رواية الأكثرين بحذف الضمير المنصوب في يعلم، وفي رواية الكشميهني: الذي لا يعلمه، وكان عمر رضي الله تعالى عنه إذا مات واحد يتبع حذيفة، فإن صلى عليه هو صلى عليه أيضاً عمر، وإلا فلا. [21]

حضرت حذیفہ کو نبی کرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے منافقین کے حالات کی اطلاع دی تھی اور وہ امور جو اس امت میں ہونے والے ہیں ان کو بتلا دیا تھا اور یہ بھید تھا کہ اس میں سوائے ان کے کوئی واقف نہ تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب کسی کا انتقال ہوتا تو وہ حضرت حذیفہ کا اتباع کرتے اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ نماز جنازہ پڑھتے تو حضرت عمر بھی پڑھتے ورنہ نہیں پڑھتے۔

**فائدہ:** رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا تو اس علم کی برکت سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ عالم سرّ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کہلائے چنانچہ کتب حدیث کے مطالعہ سے واضح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کس قدر عظمت کرتے تھے مگر یہ یاد رہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم سے ثمہ (علم کا سایہ) عنایت ہوا تھا پھر بھی یہ عظمت تھی جو اوپر تحریر ہوئی علم رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک دریا ہے اور یہ بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے۔

**فائدہ:** اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ محبوبان خدا اور غلامان مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قلوب کے اسرار پر مطلع ہیں کیونکہ منافقت کا تعلق قلوب سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ امین سرِّ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اظہار عظمت کے لئے ان کی اتباع فرماتے تاکہ امت مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یقین ہو کہ اللہ والے علم مافی الصدور کے حامل ہوتے ہیں یہی ہمارا مدعا ہے۔

**محدث پاکستان کی حکایت:** خیر القرون کے دور اقدس کی بات یہ کیا ہم اپنے زمانے کے بزرگوں کو دیکھتے ہیں تو بھی ان پاک نفوس کے نمونے ان کی یاد تازہ کرتے ہیں محدث پاکستان استاذی علامہ سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کا فراست کا کمال تھا کہ آپ بدمذہب لوگوں سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے۔ غیر لوگ مختلف روپ میں حاضر ہوئے لیکن کامل ولی کا ہاتھ منحوس ہاتھ سے نہ مل سکا ایک دفعہ حج وزیارت کی سعادت سے مالا مال ہو کر واپس لائلپور (موجودہ فیصل آباد، پاکستان) تشریف لا رہے تھے شجاع آباد کے اسٹیشن پر ایک بدعقیدہ نے ہاتھ ملانے کی کوشش کی تو فوراً روک دیا کہ فلاں احسان فراموش تو ہے، اس فقیر سے دور ہٹ جا۔ ایسے ہی ہمارے اکابر کی فراست کی داستانیں عام زبان زد عوام ہیں۔

**دنیا وما فیہاہاتھ کی ہتھیلی:** حضرت عبد اللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّي هَذِهِ [22]

---

[21] (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب مناقب المهاجرين وفضلهم، باب مناقب عمار وحذيفة رضي الله عنهما، 236/16، الحديث: 230 - (3532)، دار إحياء التراث العربي)

[22] (كتاب الفتن لأبي نعيم، 27/1، الحديث: 2، مكتبة التوحيد – القاهرة، الطبعة: الأولى، 1412)

حضور ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کے حجابات اٹھادیئے ہیں تو میں دنیا اور جو کچھ بھی اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے کہ اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

**کوئی شے مخفی نہیں :** حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ أُرِيتُهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ [23]

کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ہونے والی ہو مگر میں نے اس کو اس مقام پر دیکھ لیا ہے یہاں تک کہ جنت و دوزخ کو بھی۔

**قاعدہ حدیث :** نکرہ نیز نفی میں عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ ''کما ھو شرح فی کتب الاصول'' (جیسا کہ اُصولوں کی کتب میں بیان کیا گیا ہے۔)

**فائدہ:** اس سے ثابت ہوا کہ کوئی چیز حضور ﷺ کی رؤیت سے خارج نہیں کیونکہ قلوب کے اسرار ورموز بھی شئ من الاشیاء ہیں۔

**فائدہ:** جنت ساتوں آسمانوں کے اوپر اور دوزخ ساتوں زمینوں کے نیچے ہے معلوم ہوا کہ نگاہ مصطفی ﷺ کی رسائی تحت الثریٰ سے لے کر ثریا بلکہ اس سے بھی وراء الوریٰ تک ہے یہی ہمارا مقصد ہے کہ قلوب وصدور اس عموم سے خارج نہیں ہوسکتے۔

**روایت بخاری سے استدلال:** سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَا هُنَا وَاللَّهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ رُكُوعُكُمْ وَلَا خُشُوعُكُمْ وَإِنِّي لَأَرَاكُمْ وَرَاءَ ظَهْرِي [24]

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میرا منہ صرف قبلہ ہی کی طرف دیکھتے ہو۔ خدا کی قسم مجھ پر نہ تمہارا رکوع اور نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور بیشک میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

**فائدہ:** خشوع دل کی ایک کیفیت کا نام ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَo الَّذِيْنَ ہُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ خٰشِعُوْنَo (پارہ۱۸،سورۂ المومنون، آیت۱،۲)

**ترجمہ:** بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

معلوم ہوا کی قلوب کی جملہ کیفیات نگاہ مصطفی ﷺ سے پوشیدہ نہیں۔

---

(کنز العمال، الفصل الاول فی معجزاته ﷺ، 420/11، الحديث: 31971، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الطبعة الخامسة، 1401ھ/1981م)

(مجمع الزوائد، كتاب علامات النبوة، باب اخباره ﷺ بالمغيبات، 287/8، الحديث: 14067، مكتبة القدسي، القاهرة، عام النشر: 1414ھ، 1994م)

[23] (صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب من قال في الخطبة بعد الثناء أما بعد، 312/1، الحديث: 880، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[24] (صحيح البخاري، أبواب صفة الصلاة، باب الخشوع في الصلاة، 312/1، الحديث: 880، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى مَا وَرَائِي كَمَا أَنْظُرُ إِلَى مَا بَيْنَ يَدَيَّ [25]

یعنی بے شک میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔

**فائدہ:** ان روایتوں کے لکھنے کے بعد علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فالمعنى: إن رؤيته في النهار الصافي والليل المظلم متساوية؛ لأن الله تعالى لما رزقه الاطّلاع بالباطن، والإحاطة بإدراك مدركات القلوب، جعل له مثل ذلك في مدركات العيون، ومن ثَمَّ كان يرى المحسوس من وراء ظهره، كما يراه من أمامه [26]

بس معنی یہ ہیں کہ آپ کا روشن دن اندھیری رات میں دیکھنا برابر ہے اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو باطن کی اطلاع اور دل کی باتوں کا پورا پورا ادراک عطا فرمایا تو ایسے ہی آپ کی آنکھوں کو بھی ظاہری و باطنی ادراک عطا فرمادیا چنانچہ آپ ﷺ اپنی پیٹھ کے پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے جیسا کہ اپنے آگے دیکھتے تھے۔

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: إِنِّي وَاللَّهِ لَأُبْصِرُ مِنْ وَرَائِي كَمَا أُبْصِرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ [27]

حضور ﷺ نے فرمایا بخدا میں اپنے پیچھے ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنے آگے دیکھتا ہوں۔

واخرج عبد الرزاق فی جامعه والحاكم وأبو نعيم عن أبي هريرة أن النبی (ﷺ) قال إنی لأنظر إلى ما ورائی كما انظر الى ما بين يدى۔ [28]

عبدالرزاق کی روایت میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے پیچھے ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنے آگے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقِيمُوا الصُّفُوفَ فَإِنِّي أَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِي [29]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اپنی صفوں کو سیدھی کر لیا کرو کیونکہ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

ایک روایت میں ہے: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ أُقِيمَتْ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي [30]

---

[25] (مسند الإمام أحمد، باقي مسند المكثرين، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، 319/2، الحديث: 27474، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[26] (شرح الزرقانی علی المواہب، الفصل الاول فی کمال خلقته وجمال صورته ﷺ، 263/5، دار الکتب العلمیة، الطبعة: الأولى 1417ھ 1996م)

[27] (صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الأمر بتحسين الصلاة وإتمامها والخشوع فيها، 319/1، الحديث: 423 (642)، دار إحياء الكتب العربية)

[28] (الخصائص الكبرى، باب المعجزة والخصائص في عينيه الشريفتين، 104/1، دار الكتب العلمية، بيروت)

[29] (صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب تسوية الصفوف عند الاقامة وبعدها، 253/1، الحديث: 686، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[30] (صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب تسوية الصفوف عند الاقامة وبعدها، 253/1، الحديث: 687، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نماز کھڑی ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ چہرۂ انور ہماری جانب کر کے متوجہ ہوئے اور فرمایا اپنی صفیں سیدھی کر لو اور مل کر کھڑے ہو کیونکہ میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

فَإِنِّي أَرَاكُمْ أَمَامِي وَمِنْ خَلْفِي ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْتُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا قَالُوا وَمَا رَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ۔ [31]

بلاریب وشک میں تمہیں سامنے اور پس پشت سے (یکساں) دیکھتا ہوں۔ پھر فرمایا قسم اس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر تم ان حقائق کو دیکھ لو جن کو میں دیکھتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے کیا دیکھا؟ فرمایا میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللّٰہ (ﷺ) إنی ارا کم من وراء ظھری [32]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں بے شک اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

عن ابن عباس قال کان رسول اللّٰہ (ﷺ) یری باللیل فی الظلمة کما یری بالنھار فی الضوء [33]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اندھیرے میں ویسے دیکھتے تھے جیسے روشنی میں دیکھتے تھے۔

أخرج ابن عدی والبیھقی وابن عساکر عن عائشة قالت کان رسول اللّٰہ (ﷺ) یری فی الظلماء کما یری فی الضوء۔ [34]

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تاریکی میں ویسے دیکھتے تھے جیسے روشنی میں دیکھتے تھے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِي سِنِينَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ وَأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيدٌ وَإِنَّ مَوْعِدَكُمْ الْحَوْضُ وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هَذَا وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا۔ [35]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شہیدانِ اُحد پر آٹھ سال کے بعد بھی اس طرح نماز پڑھی جیسے زندے مردوں کو رخصت کرتے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ارشاد ہوا کہ میں تمہارا پیش خیمہ ہوں، میں تمہارے اوپر گواہ ہوں، تمہاری ملاقات کی

---

31) (صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الأمر بتحسین الصلاة وإتمامها والخشوع فیها، 320/1. الحدیث: 426 (646)، دار إحیاء الکتب العربیة)

32) (الخصائص الکبری، باب المعجزة والخصائص فی عینیه الشریفتین، 104/1، دار الکتب العلمیة، بیروت)

33) ایضاً

34) ایضاً

35) (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة احد، 1486/4، الحدیث: 3186، دار ابن کثیر، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

جگہ حوضِ کوثر ہے اور میں اس جگہ سے حوضِ کوثر کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے تمہارے متعلق اس بات کا توڈر ہی نہیں ہے کہ تم شرک کروگے بلکہ تمہارے متعلق تو مجھے دنیاداری کی محبت کا ڈر ہے جس کے باعث تم ایک دوسرے سے حسد کرنے لگوگے۔

خیال رہے کہ حوضِ کوثر جنت میں ہے اور جنت ساتوں آسمانوں سے اُوپر ہے تو جن کی نظر ساتوں آسمانوں کے پار جاتی ہے تو زمین کا کون سا گوشہ ان کی نگاہ سے مخفی ہے یقیناً کوئی نہیں۔

**فائدہ:** احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی چشم دور بین و غیب بین اندھیرے میں بھی دیکھتی ہے، ہمارے رکوع سجود و خشوع کو بھی دیکھتی ہے، آگے پیچھے برابر دیکھتی ہے، جنت و دوزخ دیکھتی ہے، ماکان (جو ہو چکا) کو دیکھتی ہے، مایکون (جو ہو رہا) کو دیکھتی ہے، بعد پردہ پوشی کے بھی ہمیں دیکھتی ہے، حوض کوثر کو دیکھتی ہے، سب علم والے زمانے کو دیکھتی ہے، آنے والے فتنوں کو دیکھتی ہے۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَخَصَ بِبَصَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ هَذَا أَوَانُ يُخْتَلَسُ الْعِلْمُ مِنْ النَّاسِ حَتَّى لَا يَقْدِرُوا مِنْهُ عَلَى شَيْءٍ۔ [36]

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا کہ یہ وہ وقت ہے کہ جس کے بعد لوگوں سے علم چھین لیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اس میں سے کسی چیز پر بھی قادر نہ ہوں گے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ مدینہ پاک کی پہاڑی میں سے کسی پہاڑی پر چڑھے پھر فرمایا:

هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى قَالُوا لَا قَالَ فَإِنِّي لَأَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَوَقْعِ الْقَطْرِ [37]

کیا تم بھی دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ نہیں۔ فرمایا کہ میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں پر بارش کی طرح برس رہے ہیں۔

حضرت ابو ذر سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ [38]

میں دیکھتا ہوں وہ جو تم نہیں دیکھتے اور سنتا ہوں وہ جو تم نہیں سنتے۔

**دور تک نگاہ:** جنگ موتہ جو ملک شام میں ہو رہی تھی اس کے سارے حالات حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں بیٹھے بیٹھے صحابہ کرام کو بتائے جو عَلَم

---

[36] (سنن الترمذی، کتاب العلم عن رسول اللّٰہ، باب ماجاء فی ذھاب العلم، 32/5، الحدیث: 2653، دار الکتب العلمیة)

[37] (صحیح البخاری، کتاب الفتن، قول النبی ﷺ ویل للعرب من شر، 2590/6، الحدیث: 6651، دار ابن کثیر، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

(صحیح مسلم، کتاب الفتن وأشراط الساعة، باب نزول الفتن کمواقع القطر، 2211/4، الحدیث: 2885-(5135)، دار إحیاء الکتب العربیة)

[38] (سنن ابن ماجه، کتاب الزھد، باب الحزن والبکائ، 1261/2، الحدیث: 4190، دار الکتب العلمیة)

(سنن الترمذی، کتاب الزھد عن رسول الله، باب فی قول النبی لو تعلمون ما أعلم، 482/4، الحدیث: 2312، دار الکتب العلمیة)

اسلام اٹھاتا اور جس صورت سے وہ شہید ہوتا آپ بتاتے جارہے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔[39] (بخاری، مشکوۃ)

**جنت میں دیکھنا:** اسی اثناء میں آپ مسکرانے لگے آپ سے مسکرانے کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں اپنے دوستوں کے قتل ہو جانے پر غمگین ہوا مگر اب انہیں جنت میں ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر خوشی سے مسکرایا ہوں۔[40] (خصائص کبری)

**حالات بتا دئیے:** جب حضرت یعلیٰ بن منیہ جنگ موتہ کی خبر لے کر حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنگ کے تفصیلی حالات پہلے میں تجھ کو بتاؤں یا تو بتائے گا انہوں نے عرض کیا آپ ہی بتائیں آپ ﷺ نے جو کچھ وہاں ہوا جو جو گزرا جس جس طرح جو شہید ہوا سب تفصیلاً سنا دیا حضرت یعلیٰ نے سن کر کہا خدا کی قسم آپ ﷺ کے بیان اور اصل واقعات میں سر مو فرق نہیں ہے واقعی اسی طرح ہے جیسا آپ ﷺ نے حرف بحرف بتا دیا ہے۔[41] (بیہقی، ابو نعیم، خصائص کبری)

استدلال بطریق جدید سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ[42]

حضور ﷺ نے فرمایا بے شک جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے۔

سیدنا عبد الرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ[43]

میں نے اپنے رب تعالیٰ کو احسن صورت میں دیکھا۔

سیدنا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، رَأَى رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ : مُرَّةً بِبَصَرِهِ ، وَمَرَّةً بِفُؤَادِهِ[44]

بلاشبہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ایک بار سر کی آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

ان ہی سے امام بیہقی نے کتاب الرویات فرمائی: ان اللہ اصطفی إبراهيم بالخلة، واصطفى موسى بالكلام، واصطفى محمدا بالرؤية[45]

---

[39] (صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة مؤتة من أرض الشأم، 1554/4، الحديث: 4014، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[40] (الخصائص الكبرى، باب ما وقع في غزوة مؤتة من الآيات والمعجزات، 432/1، دار الكتب العلمية، بيروت)

[41] (دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة للبيهقي، جماع أبواب السرايا التي تذكر بعد فتح خيبر الخ، باب ما جاء في غزوة مؤتة، 365/4، الحديث: 2312، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى 1405 ھ)

(الخصائص الكبرى، باب ما وقع في غزوة مؤتة من الآيات والمعجزات، 430/1، دار الكتب العلمية، بيروت)

[42] حوالہ گزر چکا۔

[43] (سنن الدارمي، كتاب الرؤيا، باب في رؤية الرب تعالىٰ في النوم، 170/2، الحديث: 2149، دار الكتاب العربي، سنة النشر: 1407 ھ/1987م)

[44] (المعجم الأوسط، باب الميم، من اسمه محمد، محمد بن عبد الله الحضرمي، 356/6، الحديث: 5757، مكتبة المعارف، سنة النشر: 1405ھ/1985م)

(الخصائص الكبرى، حديث ابن عباس، 267/1، دار الكتب العلمية، بيروت)

[45] (الخصائص الكبرى، حديث ابن عباس، 267/1، دار الكتب العلمية، بيروت)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلت (دوستی) سے اور موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے اور محمد ﷺ کو اپنے دیدار سے امتیاز بخشا۔

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ رَأَى رَبَّهُ [46]

بلاشبہ محمد مصطفی ﷺ نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: «أَنَا أَقُولُ بحديث ابن عباس بعينيه رَآهُ رَآهُ..» حَتَّى انْقَطَعَ نَفَسُهُ [47]

میں حدیث ابن عباس کے مطابق عقیدہ رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ آپ نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے دیکھا دیکھا دیکھا یہاں تک فرماتے رہے کہ سانس ٹوٹ گئی۔

امام قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ امام ابوالحسن اشعری اور صحابہ کرام کی ایک جماعت نے فرمایا ہے: أَنَّهُ رَأَى اللَّهَ تَعَالَى بِبَصَرِهِ وَعَيْنَيْ رَأْسِهِ [48]

نبی ﷺ نے اپنی ان سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

أَنَّ الرَّاجِحَ عِنْدَ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ إن رسول الله صلى الله عليه وسلم رَأَى رَبَّهُ بِعَيْنَيْ رَأْسِهِ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ [49]

اکثر علماء کے نزدیک ترجیح اسی کو ہے کہ بلاشبہ نبی ﷺ نے شب معراج میں اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

**واقعات حدیث کی روشنی میں:** جب اسلام و کفر کی جنگ زوروں پر تھی اس وقت صحابہ کرام میں بہت سے ایسے خوش بخت تھے جن کو دولت اسلام بھی صرف اسی معجزہ دیکھنے پر نصیب ہوئی کہ حضور ﷺ نے انہیں ان کی دل کی بات بتادی، چنانچہ چند واقعات آپ بھی پڑھئے۔

**عمیر رضی اللہ عنہ:** غزوۂ بدر میں جب مشرکین مکہ کو شکست فاش ہوئی اور وہ مکہ پہنچ گئے عمیر بن وہب مقام حجر میں صفوان بن امیہ کے پاس آکر بیٹھا صفوان نے کہا مقتولین بدر کے بعد عیش حرام ہے عمیر نے کہا واللہ ان کے قتل ہو جانے کے بعد زندگی میں خیر نہیں اگر میرے ذمہ قرض نہ ہوتا اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے نہ ہوتے تو میں ضرور مدینہ جاکر محمد ﷺ کو قتل کر ڈالتا اگر وہاں پہنچ کر مجھے حالات ناسازگار پیش آئیں تو میں یہ بہانہ کر سکتا ہوں کہ

---

[46] (الخصائص الكبرى، باب اختصاصه ﷺ برؤية جبرئيل في صورته التي خلق عليها، 259/1، دار الكتب العلمية، بيروت)

[47] (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، الفصل الخامس رؤيته لربّه، 380/1، دار الفيحاء – عمان، الطبعة: الثانية 1407 هـ)

[48] (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، الفصل الخامس رؤيته لربّه، 381/1، دار الفيحاء – عمان، الطبعة: الثانية 1407 هـ)

[49] (شرح النووي على مسلم، كتاب الايمان، باب بذا مما لا ينبغي أن يتشكك فيه ثم ان عائشة رضي الله عنها، 5/3، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، 1392)

میں اپنے فرزند کے پاس آیاہوں جو اسیر ہے۔ صفوان عمیر کے اس قول سے خوش ہوااور اس سے کہا تیرا قرض میرے ذمہ ہے اور تیرے عیال کے نان ونفقہ اور کفالت کا میں ذمہ دار ہوں صفوان نے عمیر کو سواری دی اور اس کے لئے سامان مہیا کیااور عمیر کی تلوار پر صقیل کرایا گیااور اس کو زہر کا بجھاؤ دیا گیا۔ عمیر نے صفوان سے کہاچند روز تک تو مجھے چھپادے۔ عمیر مدینہ طیبہ پہنچااور مسجد نبوی کے دروازے پر اترااور اپنی سواری کو باندھااور تلوار ہاتھ میں لے کر رسول اللہ صَلَّیْ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا قصد کیا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب عمیر کو اس قبیح ارادے سے آتے دیکھااس کو پکڑ کر بارگاہِ نبوت صَلَّیْ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ میں پیش کر دیا۔ حضور صَلَّیْ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے عمیر سے پوچھاتو کس ارادہ سے آیاہے؟ عمیر نے کہامیں اپنے قیدی فرزند کے پاس آیاہوں جو آپ کے پاس ہے آپ صَلَّیْ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایاسچ بتاؤتو کس نیت سے آیاہے۔ عمیر نے کہامیں اپنے قیدی کے بارے میں آیاہوں آپ صَلَّیْ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایاتونے مقام حجر کے پاس صفوان کے ساتھ کیاشرط طے کی تھی عمیر سن کر ڈر گیااور اس نے پوچھامیں نے صفوان سے کیاشرط کی تھی۔ آپ صَلَّیْ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایاتونے صفوان کو اس شرط سے میرے قتل پر برانگیختہ کیا تھاکہ وہ تیری اولاد کا کفیل رہے اور تیرا قرض اداکرے لیکن خدا تعالیٰ نے تمہارے ان ناپاک عزائم کو خاک میں ملادیا۔ عمیر نے یہ سن کر کہا" أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللهِ" تحقیق یہ گفتگو میرے اور صفوان کے درمیان حجرے میں ہوئی اور اس گفتگو کو میرے اور صفوان کے سوا تیسرا کوئی نہ جانتا تھااللہ تعالیٰ نے آپ کو اس گفتگو کی خبر دے دی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایاپھر عمیر مکہ کی طرف پلٹ گیااور اس نے لوگوں کو دعوتِ اسلام دی اس کے ہاتھ پر بہت سے آدمی مسلمان ہوئے پھر حضور صَلَّیْ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے صحابہ کرام کو فرمایااسے دین کی باتیں سکھاؤاور اس کے قیدی چھوڑ دو۔[50] (رواہ البیہقی وطبرانی)

**فائدہ:** ناظرین غور فرمائیں کہ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو دولت اسلام صرف اسی معجزہ سے نصیب ہواجو غیبی امر اور وہ بھی ایساجو صرف اسے اور اسکے راز داں کو معلوم تھا۔ لیکن جب دیکھا کہ رسول اللہ صَلَّیْ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے نہ صرف اس کاراز فاش فرمایابلکہ وہ جگہ اور وقت بھی بتادیاجہاں انہوں نے اپنے راز دان سے شرائط طے کئے۔ لیکن آج اس عقیدے کو شرک سے تعبیر کیاجاتاہے۔ اس سے اندازالگائیں کہ یہ تحریک اسلام دشمنی ہے یانہیں اور پھر طرفہ یہ کہ صرف عمیر رضی اللہ عنہ بلکہ بیشمار خوش قسمت کو اسی عقیدہ کے بدولت اسلام کی دولت نصیب ہوئی۔

**وہابیوں کے مورث اعلیٰ کی حاضری:** حضور نبی اکرم صَلَّیْ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مال تقسیم فرمارہے تھے کہ ایک آدمی کھڑاہوگیاجس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں، رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں، اونچی پیشانی، گھنی داڑھی، سر منڈاہوااور اونچاتہبند باندھے ہوئے تھامحبوب خدا صَلَّیْ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے جرأت کرکے کہایارسول اللہ صَلَّیْ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ "اتَّقِ اللّٰه" خدا سے ڈر۔ حضور صَلَّیْ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ناراضگی کا اظہار فرمایاوہ مجلس سے اٹھ گیاتو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي فَقَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ

---

[50] (المعجم الكبير ، باب العين ، من اسمه عمير ، عمير بن وهب الجمحي ،61/17، الحديث: 120، مكتبة ابن تيمية – القاهرة، الطبعة: الثانية)
(دلائل النبوة للبيهقي، جماع أبواب غزوة بدر العظمى ،باب وقوع الخبر بمكة ، وقدوم عمير بن وهب ،148/3، دار الكتب العلمية، بيروت)

یارسول اللہ ﷺ اجازت ہو تو اس خبیث کی گردن اڑادوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں یہ نمازی آدمی ہے حضرت خالد نے عرض کی بہت سے بڑے نمازی ہوتے ہیں لیکن پکے بے ایمان ہوتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَأَظُنُّهُ قَالَ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ [51]

اس کی نسل سے ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن مجید کی تلاوت ایسے میٹھے لہجے میں پڑھیں گے کہ لوگ سن کر حیران ہوں گے ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے صحابی فرماتے ہیں میرے خیال میں آپ نے فرمایا کہ وہ اگر زمانہ نبوت میں ہوتے تو میں ان سے ثمود کی قوم کی طرح جنگ کرتا۔

مسلم شریف کی روایت میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت مذکور ہے آپ ﷺ نے ذوالخویصرہ کو فرمایا: قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ

اس کی گستاخی سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رہا نہ گیا عرض کی: يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ

اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑادوں حضور ﷺ نے فرمایا:

دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ [52]

یعنی جانے دو اسکے اور ساتھی بھی پیدا ہوں گے ان کی نشانی یہ ہے کہ تم اپنے نماز روزے ان کے مقابل حقیر سمجھو گے۔

**ناظرین:** غور فرمائیں کہ ذوالخویصرہ نے حضور ﷺ کو صرف عدل و انصاف کی اپیل کی جو بظاہر ایک نیک عمل ہے لیکن حضور ﷺ اس سے ناراض ہو بیٹھے وہ کیوں صرف اس لئے کہ اس کی زبان پر نیکی کی تلقین تھی اور دل میں حضور ﷺ کا بغض و تنقیص چھپائے ہوئے تھا ورنہ ناراضگی کا کیا معنی حالانکہ یہی بات انصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اسی تقسیم مال پر کہی تھی چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ ان سے بجائے ناراضگی کے ان کے دلجوئی فرمائی اور خصوصی توجہات کرم سے نوازا۔ معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ اندرونی اسرار و رموز سے واقف ہیں بلکہ حضور سرور عالم ﷺ نے اس ذوالخویصرہ کی معنوی اولاد کے ظہور کی خبر دی اور انکی نشانیاں بھی بتادیں جنہیں فقیر نے "دیوبندی وہابی کی نشانی رسول اللہ ﷺ کی زبانی" میں تفصیل سے لکھ دی ہیں۔

**مستفتی (سوال کرنے والے) کا سوال خود بتا دیا:** ابن عساکر نے واثلہ بن اسقع سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے حضور میں حاضر ہوا آپ اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے باتیں فرمارہے تھے میں حلقے کے بیچ میں جا بیٹھا یعنی اصحاب نے مجھ سے کہا کہ یہاں سے اٹھ جاؤ کہ وسط حلقے میں بیٹھنا منع ہے آپ نے فرمایا کہ اسے بیٹھا رہنے دو میں جانتا ہوں جس غرض کے لئے وہ گھر سے آیا ہے۔ میں نے عرض کیا وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم اس

---

[51] (صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب بعث علي بن أبي طالب عليه السلام وخالد بن الوليد رضي الله عنه الخ، 1581/4، الحديث: 4094، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[52] (صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، 745/2، الحديث: 1765-(1064)، دار إحياء الكتب العربية)

بات کے پوچھنے کے لئے نکلے ہو کہ بڑ کیا چیز ہے اور شک کیا ہے میں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے براستی آپ کو بھیجا ہے اسی لئے گھر سے آیا ہوں آپ نے فرمایا کہ بڑ وہ چیز ہے کہ سینے میں نہ ٹھہرے اور دل کو اس پر اطمینان حاصل ہو اور شک وہ چیز ہے کہ سینے میں نہ ٹھہرے سو تو شبہ والی بات چھوڑ کر غیر شبہ والی بات اختیار کر اگرچہ مفتی لوگ تجھے فتوے دیدیں۔

**فائدہ:** واثلہ بن اسقع کو مقصود پوچھنا ایسے امور کا تھا جن میں حکم صریح نہیں اور تردد رہے کہ بھلی بات کون اور بری بات کون سی ہے سو آپ نے ارشاد کیا کہ امور مشتبہ میں اطمینان قلب مومن صالح کا اعتبار ہے جن پر اسے اطمینان ہو وہ نیک ہے اور جس میں تجھے تذبذب ہو اس کو چھوڑ دے۔

**عباس رضی اللہ عنہ کا سونا:** اسیر انِ بدر میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ بہت مالدار تھے بعض انصاریوں نے سرکار نبوت ﷺ میں گزارش کی کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے چچا عباس کا فدیہ معاف کر دیا جائے لیکن مساوات کے علمبردار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک درہم بھی کم نہ کی جائے۔[53] قریش نے فدیہ کی رقم دے کر اپنے آدمیوں کو بھیجا تھا ہر ایک نے اپنے اپنے قیدی کی من مانی رقم وصول کی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں تو مسلمان ہی تھا آپ نے فرمایا مجھے تمہارے اسلام کا علم ہے اگر تمہارا یہ قول صحیح ہے تو اللہ تمہیں اس کا بدلہ دے گا لیکن چونکہ احکام ظاہر پر ہیں اس لئے آپ فدیہ ادا کیجئے بلکہ اپنے دونوں بھتیجوں کا بھی یعنی نوفل بن حارث اور عقیل بن ابی طالب کا علاوہ ازیں اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا بھی فدیہ ادا کرو انہوں نے عرض کی میرے پاس تو اتنا مال نہیں آپ نے فرمایا وہ مال کہاں گیا جو تم نے اور ام فضل نے زمین میں دفنایا ہے یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا "أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ" حضرت عباس نے عرض کی یارسول اللہ اس دفینے کی خبر بجز میرے اور ام فضل کے اور کسی کو نہ تھی مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اچھا اب یوں کیجئے میرے پاس سے بیس اوقیہ سونا آپ کے لشکریوں کو ملا ہے اسی کو میرا زرِ فدیہ سمجھ لیجئے۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں وہ مال تو ہمیں خدا نے اپنے فضل سے دیا ہے چنانچہ آپ نے اپنے بھتیجوں اور اپنے حلیف کا فدیہ سو اوقیہ سونا ادا کیا اسکے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝[54]

---

[53] (صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب فداء المشركين، 1110/3، الحديث:2884، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

[54] (پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۷۰) ترجمہ: اے غیب کی خبر بتانے والے جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں بھلائی جانی تو جو تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائیگا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ پورا واقعہ عمدۃ القاری میں موجود ہے۔

(عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب العتق، باب إذا أسر أخو الرجل أو عمه هل يفادى إذا كان مشركاً، 97/13، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(تفسير ابن كثير، تفسير سورة الأنفال:70، تفسير قوله تعالى "يا أيها النبي قل لمن في أيديكم من الأسرى إن يعلم الله في قلوبكم خيرا يؤتكم خيرا"، 92/4، دار طيبة، سنة النشر: 1422هـ/2002م)

**حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:** حضرت عباس کا بیان ہے کہ خدا کا فرمان پورا ہوا اور اسلام نے مجھے بیس غلام دلوائے جو سب کے سب مالدار تھے ساتھ ہی مجھے مغفرت کی بھی امید واثق ہے آپ فرماتے ہیں کہ ساری دنیا کے مل جانے سے بھی زیادہ خوشی مجھے اس آیت کے نازل ہونے سے ہوئی مجھ سے جو لیا گیا واللہ اس سے سو حصے زیادہ ملا۔ حدیث پاک میں ہے کہ جب بحرین کا خزانہ سرکار رسالت مآب ﷺ میں پہنچا جو اسی ہزار کا تھا تو آپ نمازِ ظہر کے لئے وضو کر چکے تھے پس مال آنے پر ایک شکایت کرنے والے اور ہر ایک سوال کرنے والے کی دادرسی فرمائی اور نماز سے پہلے سارا خزانہ راہ خدا میں لٹا دیا نہ اس دن ناپ تول تھا نہ حساب اور شمار جو آیا وہ لے گیا اور دل کھول کر لے گیا حضرت عباس نے اپنی چادر میں گٹھڑی باندھ لی لیکن اُٹھا نہ سکے۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ کسی کو حکم دیا جائے کہ یہ گٹھڑی میرے کندھے پر اٹھوا دے۔ آپ نے فرمایا میں تو کسی سے نہیں کہتا اچھا آپ ہی ذرا اٹھوا دیجئے۔ آپ نے اس کا بھی انکار فرمایا۔ اب تو دل ناخواستہ اس میں سے کچھ کم کرنا پڑا پھر اٹھا کر کندھے پر رکھ کر چل دیئے ان کے اس حرص کی وجہ سے حضور ﷺ کی نگاہیں جب تک یہ آپ کی نگاہ سے اوجھل نہ ہو گئے انہی پر رہیں۔ پس جب کُل مال بانٹ چکے ایک کوڑی باقی نہ بچی تب آپ وہاں سے اٹھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب مال کو اٹھا کر چلے تو کہا الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے ایک وعدہ کو پورا فرما دیا اور دوسرا وعدہ بھی پورا ہو کر ہی رہے گا یہ اس سے بہتر ہے جو تم سے لیا گیا۔[55] (تفسیر ابن کثیر، پارہ ۱۰ صفحہ ۳۳ تحت آیت)

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کی چالاکی سے باخبر حضرت فضالہ بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال ایک دن حضور ﷺ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے میرے دل میں خیال آیا کہ یہ موقع حضور کے قتل کا اچھا ہے آپ طواف کرتے ہوئے جب میرے نزدیک پہنچے تو فرمایا کیا فضالہ ہو میں نے کہا ہاں یارسول اللہ ﷺ میں فضالہ ہوں۔ فرمایا تم دل میں کیا خیال کر رہے تھے؟ میں نے کہا کچھ نہیں اللہ کا ذکر کر رہا تھا یہ سن کر آپ نے تبسم فرمایا اور فرمایا فضالہ خدا سے مغفرت چاہو۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھ دیا جس سے میرے تمام خیالات فاسد دور ہو گئے۔

وَاَللّٰهِ مَا رَفَعَ يَدَهُ عَنْ صَدْرِي حَتّٰى مَا مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهُ[56]

اور خدا کی قسم ابھی حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے سے نہیں اٹھایا تھا کہ میرے دل کی یہ کیفیت ہو گئی کہ مخلوق خدا میں کوئی آپ سے زیادہ محبوب نہ تھا۔

**فائدہ:** حضرت فضالہ نے کس قدر چالاکی سے کام لیتے ہوئے کہہ دیا کہ ذکر الٰہی میں مشغول ہوں مگر بارگاہِ نبوت میں ایسی چالاکی کب چل سکتی تھی جہاں کائنات کا ذرہ ذرہ مثل کف دست (ہتھیلی) پیش نظر تھا وہاں دلوں کی کیفیتیں بھلا کہاں پوشیدہ تھیں۔

---

[55] (تفسیر ابن کثیر، تفسیر سورۃ الأنفال:70، تفسیر قوله تعالى "يا أيها النبي قل لمن في أيديكم من الأسرى إن يعلم الله في قلوبكم خيرا يؤتكم خيرا".92/4، دار طيبة، سنة النشر: 1422ھ/2002م)

[56] (سيرة ابن ہشام، ذکر غزوۃ مؤته، باب كيف أسلم فضالة، 417/2، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية، 1375ھ 1955م)

**فائدہ:** اس موقع پر ہنس کر استغفار کرنے کے لئے فرمانے کا جو اثر فضالہ کے دل پر ہوا ہوگا اس کو ان کا دل جانتا ہوگا اور دست مبارک کے رکھنے کی تاثیر یہ ہوئی کہ شقاوت (دل کی سختی) دور ہوگئی اور محبت پیدا ہوگئی اور وہ بھی اتنی کہ آپ سے زیادہ وہ کسی کو بھی اپنا محبوب نہیں سمجھتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے دشمن لیکن شکل وصورت میں نیک اور بے حد نیک یہ والا واقعہ فقیر نے اپنی تصانیف "تبلیغی جماعت کے کارنامے" اور ''نور الھدی فی علوم ما ذا تکسب غدا ''میں تفصیل کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ یہاں بھی مختصر آخر میں لکھ دوں گا۔ لیکن پہلے اس نورالدین سلطان کا تعارف ضروری ہے جسے یہ دولت نصیب ہوئی اور سرور کونین ﷺ نے کیونکر منتخب فرمایا حالانکہ اگر رسول اللہ ﷺ ایک معمولی سے بدو کو اشارہ فرماتے تب بھی وہ اس کام کو باحسن طریق سرانجام دیتا۔

**تعارف سلطان نورالدین رحمۃ اللہ عنہ:** زمانۂ حال کے مسلمانوں کو سلطان نورالدین کے اس دور پر غور کرنا چاہیے کہ اس وقت یہی اسلامی طاقت کمزور تھی افغانستان، ہندوستان کے سوا کہیں بھی اسلامی جلال نظر نہ آتا تھا، عیسائیوں نے ہسپانیہ، افریقہ، روم میں مسلمانوں کی ملکی، مالی، جنگی طاقت کو بہت کچھ نقصان پہنچایا تھا امرائے اسلام میں اتفاق کا وجود نہ تھا۔ ملاحدہ لائق وامراء وعلم کا استیصال (قلع قمع) کر رہے تھے خاندان سلاطین سلاجقہ آپس میں ہی چھری کٹاری ہو رہی تھی خود پر جوش سلطان نورالدین خلیفہ بغداد کا نام لیوا اور سلجوقیوں کا ماتحت گورنر تھا اس کی طاقت موجودہ امیر کابل سے کم تھی لیکن سلطان کے دل کش عمل باشریعت نے اس کی رعایا اور دیگر مسلمانوں میں وہ جوش قومی بھر دیا کہ مثل زمانہ خیر القرون باوجود قلت بامحتاج (کم اور کمزور) افواج، دشمن کی اصفات مُضاعَف (دگنی) فوجوں کو مار کر فنا کر دیا اور نورالدین اور اس کے بہادر جانشین صلاح الدین نے عیسائیوں کو ان ممالک سے مار کر نکال دیا کہ جن پر وہ ایک سال سے مسلط تھے۔ نورالدین اور صلاح الدین نے کوئی کمی بیشی احکام دین میں نہیں کی اور نہ کبھی ان کو اصلاح امت کے لئے ایسا بیہودہ خیال پیدا ہوا کہ فلاں حکم شرعی قابل تعمیل نہیں رہا یا اس کی جگہ فلاں امر کا رواج ضروری ہے قرآن کا جو مطلب صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے اجماع نے سمجھا اور بذریعہ علماء کرام ان تک پہنچا تھا اسی پر ان کا عمل تھا۔ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اعمال وافعال ان کے پیش نظر تھے۔

**پابندی شریعت کے نمونے:** پابندی شریعت کا ہی نتیجہ تھا کہ ایک دفعہ اس کے وزیر موفق الدین خالد بن القیسرانی نے خواب دیکھا کہ وہ کپڑے دھو رہا ہے جب یہ خواب سلطان سے بیان کیا تو سلطان نے کسی غور وتامل کے بعد حکم دیا کہ جملہ محصولات ٹیکس غیر شرعی دور کئے جائیں اور وزیر کو کہا کہ تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے۔ یہ ٹیکس نورالدین کے والیانِ امصار (حاکمان شہر) نے خلافِ شرع لگا رکھے تھے اور جابرانہ اصول سے وصول ہوتے تھے اور اس میں یہاں تک افراط ہوتی تھی کہ رعایہ کی آمدنی سے ۴۵ فیصد تک وصول کیا جاتا تھا سلطان نے یہ سب کچھ دور کر دیا اور صرف عشر شرعی دس فیصدی محصول رکھا زمانہ حال کے سلاطین کے سلوک عابدانہ پر غور کیجئے کہ رعایا سے پچاس فیصدی لیکر بھی انصاف وعدل کا دعوی کرتے ہیں مگر اسلامی قانون کے مقابلہ میں یہ بے اصل دعوی طبل تھی کہ آواز سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ سلطان نورالدین جب یہ کام کر چکا تو ان لوگوں کو بلایا جن سے یہ روپیہ وصول کیا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ جو روپیہ تم سے وصول کیا گیا ہے وہ مجاہدین کے ساز وسامان جنگی میں خرچ ہوا ہے آج مخالفوں سے جہادی لڑائیاں ہو رہی ہیں اس لئے میں درخواست کرتا

ہوں کہ جو روپیہ پہلے وصول ہو چکا ہے اس کا حق بخش دیں کیونکہ میں کثرت اخراجات کے باعث وہ روپیہ واپس کرنے کے قابل نہیں ہوں سب نے وہ روپیہ بخوشی بخش دیا اس نیک نیتی کا اثر تھا کہ فتوحات کثیرہ سے جو مال غنیمت ملا اور تجارت وزراعت کی ترقی سے اس قدر آمدنی بڑھی کہ معاف شدہ رقوم سے کئی گنا زیادہ تھی۔

عدالتی کاموں میں ادنیٰ اعلی فقیر وامیر سب برابر تھے۔ ہر ایک کے معروضات خود سنتا اس کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا رہتا کوئی دربان، اردلی، چپراسی روکنے والا نہ تھا۔ ہفتہ میں دو روز دربار عام لگاتا تمام علماء فقہاء قضاء جمع ہوتے۔

**حکایت:** ایک شخص نے نورالدین کے نام قاضی کی عدالت میں جھوٹا دعویٰ کر دیا۔ قاضی نے حسب ضابطہ طلب کیا سلطان نے کہلا بھیجا کہ آج میری تعظیم نہ کی جائے عام فریقین کی طرح سلوک کیا جائے مقدمہ پیش ہوا اور باضابطہ شرعی کاروائی شروع ہوئی مخالف اپنے دعوی کو ثابت نہ کر سکا اور ہار گیا مگر نورالدین نے شے متنازعہ اسی کو دے دی اور کہا کہ اگرچہ میں جانتا تھا کہ یہ شخص حق پر نہیں ہے لیکن اگر میں حاضر عدالت ہو کر اس کو ثبوت پیش کرنے اور مقدمہ چلانے کا موقعہ نہ دیتا تو صریح ظلم تھا اب چونکہ قانوناً فیصلہ ہو چکا اس لئے اسی کو دیتا ہوں اور یہ امر عدل وانصاف سے بڑھ کر درجہ احسان تک پہنچتا ہے۔ خواہ کوئی کتنی ہی شکایت کرے لیکن وہ شخص ظن وتہمت سے سزا نہ دیتا اور سزا شرعی سے تجاوز نہ کرتا۔

**حکایت:** ایک دفعہ سلطان خزانہ میں گیا، بہت سارو پیہ دیکھ کر پوچھا کہ کہاں سے آرہا ہے خزانچی نے عرض کی کہ قاضی کمال الدین نے بھیجا ہے۔ سلطان کو شک پیدا ہوا اور کہا کہ اس طرح کا مال بیت المال کے قابل نہیں واپس کرو قاضی نے لکھا کہ سلطان عادل کو کہدو کہ یہ مال خود کمال الدین کا اپنا ہے مگر دیندار سلطان کا شک دور نہ ہوا اور کہا کہ روپیہ واپس کرو اور لکھو کہ کمال الدین اس کا بوجھ اٹھا سکتا ہے نور الدین کی گردن پتلی وکمزور ہے قیامت کو جواب دہی نہیں کی جاسکتی۔

**حکایت:** ایک دفعہ ایک سوداگر مر گیا اور صغیر سن (چھوٹا) وارث بچہ چھوڑ گیا جہادی لڑائیاں ہو رہی تھیں اور جیسا کہ ایسے وقتوں میں بادشاہوں کو اخراجات کثیرہ کی ضرورت لاحق ہوتی ہیں اور قرضہ کی آڑ میں روپیہ بٹورتے ہیں سلطان کو بھی اشد ضرورت تھی عہدہ دارانِ سلطانی نے تجویز کی کہ وارث کم سن ہے اس کا مال ضائع ہو جائے گا بہتر ہے کہ خزانہ شاہی میں داخل ہو جائے اور تا سن بلوغ گذارہ کے لئے کچھ کچھ دیا جائے اور بافعل یہ روپیہ جنگی کاموں میں لگایا جائے اور یہ انتظام آج کل کے کورٹ آف واٹروس(Court of Watrous) کے بالکل مشابہ تھا کہ سرکاری خزانہ میں رؤسا نابالغ کا روپیہ جمع کیا جاتا ہے اور کوئی زیادہ سود نہیں دیا جاتا اور ضرورت کے موقعہ پر سرکار اس کو خرچ بھی کر سکتی ہے اور بظاہر اس میں کوئی نقص بھی معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن اس پاکباز متورع محتاط سلطان نے جو عام شاہان(بادشاہوں) سے زیادہ خدا پرست(عابد) اور باز پرس عقبی(آخرت کے معاملات) سے زیادہ ڈرنے والا تھا وہ ایسے مال مشتبہ کو کب ہاتھ لگاتا تھا فوراً عرضی کی پشت پر لکھ دیا کہ خدا متوفی پر رحم کرے، بچہ کو عمرِ طبعی عطا کرے، مال کو بڑھائے اور مال لینے والوں پر خدا کی لعنت ہو۔

**فائدہ:** یہ عادات آنحضرت ﷺ کی شریعت حقہ کی تقلید کامل کا نتیجہ تھا شاہان زمانہ حال کے جن کا دائرہ اقتدار سلطان نورالدین مرحوم سے کئی درجہ وسیع ہے مگر حریص اور جاہ طلب امراء دولت کے ان تمام کاروائیوں کو بنظرِ استحسان دیکھتے ہیں کہ جن سے کشیدہ ذر اور وسعت ممالک کے وسائل پیدا ہوتے ہوں خواہ کس قدر ظلم وجور کو برتیں اور مخلوق کو سلب کر دیں لیکن لمبے چوڑے خطابوں اور ترقی مناصب سے اور لوگوں کو بھی اس ہیبت ناک جابرانہ راستہ پر چلنے کی تحریک دیتے ہیں اور مردم آزادی اور حق تلفی کی ترقی کا خوفناک آلہ بنتے ہیں اس کا بادشاہ کہتا تھا کہ ہمارا صرف یہی کام نہیں کہ چوروں ڈاکوؤں کو سزادیں بلکہ دین کی حفاظت بھی ہمارا فرض ہے بدعتی شخص خواہ کیسا ہی بارسوخ کیوں نہ ہو سزا سے نہ بچ سکتا تھا۔

**حکایت:** چنانچہ دمشق میں ایک شخص یوسف بن آدم زاہد، عابد و قانع رہتا تھا لوگ اس کی کمال عزت کرتے تھے اور جیسا کہ اکثر ایسے اشخاص اپنی ظاہری صلاحیت کے دھوکہ میں آکر کسی نہ کسی خبط میں پڑ جاتے ہیں اور کسی غلط عقیدہ کی اشاعت کرتے ہیں یوسف مذکور بھی بدعت تشبیہ میں پڑ گیا سلطان نورالدین جو ایک فقیہ عالم تھا اس بدعت کی خرابیوں کو سمجھ گیا اور گدھے پر سواری کر کے تشہیر کی اور اسے دمشق سے نکال کر حران کو بھیج دیا اور منادی کرائی گئی کہ جو شخص دین میں کوئی بدعت نکالے گا اس کی بھی سزا ہو گی خوشامدی الفاظ سے سخت نفرت رکھتا تھا۔

**حکایت:** ایک دفعہ سلطان نے ابن قیرانی مشہور فاضل کو لکھا کہ خطیبوں کے لئے ایک دعا تصنیف کر دے جو خطبوں میں پڑھی جایا کرے اور تعلّی (بڑائی) و تکلف سے مبرا ہو فاضل مذکور نے "اللهم أصلح عبدك الفقير إلى رحمتك, الخاضع لهيبتك, المعتصم بقوتك, المجاهد في سبيلك, المرابط لأعداء دينك: أبا القاسم محمود بن زنكي بن آق سنقر ناصر أمير المؤمنين" (اے اللہ اصلاح فرما اپنے بندۂ فقیر کی اپنی رحمت کی طرف اور سر تسلیم خم کرنے والا اپنی ہیبت کے سامنے، دارومدار کئے ہوئے تیری قوت کے ساتھ اور اپنی راہ میں جہاد کرنے والا، روکنے والا تیرے دشمنوں کو، ابوالقاسم بن محمود زنگی بن آق سنقر ناصر جو سالار تھے مومنین کے) وغیرہ الفاظ لکھے۔ سلطان منکسر المزاج اور دیگر بادشاہوں کی طرح شاہانہ تعریفی الفاظ کو پسند نہ کرتا تھا بفحوائے آیت کریمہ "اِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ" (پارہ ۲۱، سورۂ لقمن، آیت ۱۸) ترجمہ: "بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اِتراتا فخر کرتا" ان معمولی الفاظ کو بھی بنظر استحسان دیکھا اور خط کے سرے پر لکھ دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ منبر اسلام پر جھوٹ نہ کہا جائے اور جو اوصاف مجھ میں کافی نہیں ہیں ان سے مجھے منسوب نہ کیا اور اس خط پر "اللَّهُمَّ أره الُحق حَقًا اللَّهُمَّ أسعده اللَّهُمَّ انصره اللَّهُمَّ وَفقه"[57] (اے اللہ اسے حق دکھا، اے اللہ اسے خوش نصیب کر، اے اللہ اس کی مدد فرما، اے اللہ اس کو دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما) وغیرہ دعائیہ الفاظ لکھ دیئے۔

**فائدہ:** اس ثابت ہوتا ہے کہ سلطان نور الدین کس قدر راست باز حق پرست پابند قرآن و سنت تھا خوشامدی مؤرخ اور دروغ گو شاعر تمام دنیا کے تعریفی الفاظ مغرور، بدچین، ظالم بادشاہوں کے تعریفوں میں صرف کر دیتے ہیں اور ایک ایک شعر کے عوض میں خزانے الٹ دیئے جاتے تھے مگر نور الدین زنگی جس

---

[57] (الروضتين في أخبار الدولتين النورية والصلاحية. فصل أما الدولة النورية فسلطانها الْملك الْعَادِل نور الدّين .58/1، مؤسسة الرسالة – بيروت. الطبعة: الأولى، 1418هـ/ 1997م)

کا دل و دماغ اسلامی تنویر سے روشن ہو چکا تھا ایسی تعریفوں کو نفرت سے دیکھتا تھا۔

مستحقین کو زر کثیر دینا مگر خود کھانے پینے میں تکلف نہ کرنا سادگی برتنا کبھی فحش کلمہ اس کے منہ سے نہ نکلتا خواہ کتنا ہی ناراض ہو کلمہ حق کے سننے اور اتباع سنت میں ہمیشہ کوشاں رہتا۔ ابن اثیر لکھتا ہے کہ میں نے تاریخ زمانہ قدیم وحال کو پڑھا ہے سیلمان علیہ السلام اور خلفاء راشدین وعمر بن عبد العزیز کے سوا اور کوئی بادشاہ نورالدین کے عادات حسنہ عدل وانصاف وعبادت وریاضت، زہد وتقوی احسان سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوا شجاعت میں بے انتہا تھا سواری میں فرد تھا جرنیل وسپاہی دونوں کے فرائض ادا کر تا بذات خود لڑتا اور کہتا کہ میں شہادت کے لئے لڑتا ہوں۔

حکایت ایک لڑائی میں امام قطب الدین شافعی نیشاپوری نے یہی الفاظ سلطان کو کہتے سنا امام مذکور نے کہا کہ یہ خیال دل سے دور کر دیجئے اگر آپ مارے گئے تو ایک مسلمان نہیں بچے گا۔ اسلامی ممالک دشمن چھین لے گا اسلام کمزور ہو جائیگا۔ سلطان نے ناراض ہو کر کہا کہ محمود کون ہے جو اسلام کی حفاظت کر سکے مجھ سے پہلے کون محافظ اسلام تھا میں اس حافظ حقیقی کا ایک ناچیز بندہ ہوں جو اسلام کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ اس نے انگریزوں کو چنے چبوا دیئے اسی قوت ایمانی کا نتیجہ تھا کہ یورپ کی اجتماعی طاقت سے ذرا نہ ڈرا اور حفاظت الٰہی پر اس کو بھروسہ تھا اسی نے لاکھوں بہادر مخالف نورالدین تک پہنچتے راستہ ہی میں فنا کر دیئے اور باقی کو غازیان نوریہ نے گاجر مولی کی طرح کاٹ کر نورالدین کے جنگی اور پولیٹکل لیاقت کا ڈنکہ تمام عالم میں بجا دیا۔ پولیٹکل چالوں میں سلطان نورالدین اہل یورپ کو ہمیشہ مات کر دیا کرتا تھا۔ اکثر امصار (ملکوں) وبلاد (شہروں) عیسائیوں کو عیسائیوں سے لڑا دیا اور اپنا مددگار بنالیا اسی حکمت کا نتیجہ تھا کہ آرمینا جو ایک مستقل عیسائی سلطنت تھی علاقہ کوہستان دشوار گزار نا ممکن التسخیر تھا۔ اسلام کے میدانی علاقہ کے تاخت و تاراج شاہ ارمینا کے لئے نہایت آسان تھی خصوصاً ایسے وقت میں کہ مسلمان اہل فرنگ سے برسرپرخاش تھے، مگر مدبر سلطان نے ایسی چال چلی کہ شاہ آرمینا کو گانٹھ لیا اور عہد کر لیا کہ وہ مخالفین سے لڑے گا چنانچہ اہل فرنگ کی لڑائیوں میں ارمینی فوجیں مسلمانوں کی ہمراہ ہو کر یورپین عیسائیوں سے لڑتی رہیں۔ نورالدین کے بعد یہ پالیسی ترک کی گئی اور آرمیناوالوں نے بہت سا علاقہ اسلامی چھین لیا۔ سلطان کوئی کام دینی مصلحت اور قومی بہبود کی نیت کے سوا نہ کرتا۔

حکایت: ایک تنگ خیال زاہد نے سلطان کو گھوڑا دوڑ اور نیزہ بازی میں علی التواتر مشغول دیکھ کر کہا اس سے گھوڑوں کو بے فائدہ تکلیف دی جاتی ہے اور بمنزلہ لہو ولعب ہے سلطان نے کہا کہ میں ہرگز لہو ولعب کا مشتاق نہیں ہوں بلکہ اس میں فوجی ضرورت مرکوز ہے دشمن ہر وقت تاک میں لگا رہتا ہے رات دن سردی گرمی میں جہاد کے لئے تیار رہنا پڑتا ہے اگر ہمارے گھوڑے دوڑ و دھوپ کے عادی نہ ہوں اور ایک جگہ باندھے رہیں تو جہاد کے وقت دم توڑ کر بیٹھ جائیں گے۔ سوار بھی آرام طلب ہو جائیں گے یہاں جنگی مشق جو روزمرہ کرائی جاتی ہے محض بہ نیت تیاری جہاد ہوتی ہے تفریح طبع کے لئے نہیں اس موقعہ پر فاضل مؤرخ ابن اثیر سلطان کی نسبت لکھتا ہے:

فَانْظُر إِلَى هَذَا الْملك الْمَعْدُوم النظير الَّذِي يقل فِي أَصْحَاب الزوايا المنقطعين إِلَى الْعِبَادَة مثله فَإِن من يجئ إِلَى اللّعب يَفْعَله بنية صَالِحَة حَتَّى يصير من أعظم الْعِبَادَات [58]

**دشمنان مصطفی ﷺ کی سر کوبی کا انتخاب:** خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ سلطان نے ایک رات حضرت نبی اکرم ﷺ کو تین بار خواب میں دیکھا آپ ہر بار ارشاد فرماتے ہیں کہ اے محمود ان دو اَشْقِی (بدبخت) شخصوں سے مجھے چھوڑاو۔ سلطان نے وزیر کو طلب کیا اور خواب بیان کیا اور کہا کہ مدینہ منورہ میں کوئی سخت امر واقع ہوا ہے فوراً چند سوار سبک رفتار لے کر یلغار کرتا ہوا مدینہ شریف پہونچا اور کسی کو خبر تک نہ کی۔ حکم کیا کہ کل باشندگان مدینہ کے انعام و صدقہ دینے کے لئے لکھے ان دونوں افراد کو حسب نشاندہی جناب رسول اللہ ﷺ پہچاننے کے لئے خود اپنے ہاتھ سے صدقہ دینے لگا سب لوگ حاضر ہوئے اور صدقہ لے کر چلے گئے مگر وہ نشان اشقر کسی میں نہ پایا گیا سلطان حیران ہوا کہ فرمودہ آنحضرت ﷺ کبھی غلط نہیں ہو سکتا پوچھا کہ کوئی شخص مدینہ میں باقی تو نہیں رہا لوگوں نے کہا کہ دو ہسپانیہ کے درویش زاہد رہ گئے جو تارک الدنیا خلوت نشین ہیں اور کسی سے تعلق نہیں رکھتے جو حجرۃ النبی ﷺ کے پاس رباط میں رہتے ہیں۔ فوراً دونوں بلائے گئے اور نشان مذکورہ پائے گئے جنھوں نے کہا کہ ہم ہسپانوی مسلمان ہیں۔ شوقِ زیارت روضۂ نبوی ﷺ کے لئے فقیر ہیں مگر سلطان کے دھمکانے اور ڈرانے سے اقرار کر لیا کہ ہم عیسائی ہیں اور ہم کو عیسائیوں کے بادشاہوں نے جسد مبارک آنحضرت ﷺ کے نکالنے کے لئے مقرر کیا ہے تلاشی سے معلوم ہوا کہ انہوں نے ایک سرنگ مسجد نبوی کے نیچے سے حجرہ شریف تک نکالی ہے اور سرنگ کی مٹی اپنے رباط کے کنوئیں میں ڈالتے رہے ہیں اس جرم میں دونوں قتل کر دیئے گئے۔ [59]

**نتیجہ:** ناظرین غور فرمائیں کہ کیسی نیکی اور پھر عداوت رسول کا کس طرح اجتماع ہوا اور پھر رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ اور آپ کے علم پاک کی وسعت کہ اس اہم کام کے لئے سینکڑوں میل دور مقیم بادشاہ کو منتخب فرمایا۔ واقعی یہ سعادت نورالدین محمود زنگی کے حصہ میں لکھی تھی "ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ"

## ایک اور نیک آدمی لیکن منافق کے قلب کے راز کا افشاء:

وأخرج ابن أبي شيبة وأبو يعلى والبزار والبيهقي ، عن أنس ، قال : ذكروا رجلا عند النبي (ﷺ) ، فذكروا قوته في الجهاد واجتهاده في العبادة، فإذا هم بالرجل مقبل. فقال النبي (ﷺ) : إني لأرى في وجهه سفعة من الشيطان ، فلما دنا سلم ، فقال له رسول الله (ﷺ) : هل حدثت نفسك بأنه ليس في القوم أحد خير منك ؟ قال : نعم . ثم ذهب فاختط مسجداً ووقف

---

[58] (الروضتين في أخبار الدولتين النورية والصلاحية. فصل أما الدولة النورية فسلطانها الْملك الْعَادِل نور الدّين ,36/1. مؤسسة الرسالة – بيروت. الطبعة: الأولى، 1418هـ/ 1997م)

[59] (خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفى. الباب الرابع في عمارة مسجدها الأعظم النبوي ، ومتعلقاته والحجرات والمنيفات ،ص278. بكس ببلشرز. بيروت)

يصلي، فقال رسول الله (ﷺ) : من يقوم إليه فيقتله ، فقام أبو بكر فانطلق ، فوجده يصلي فرجع ، فقال : وجدته يصلي فهبت أن أقتله ، فقال رسول الله (ﷺ) : أيكم يقوم إليه فيقتله ، فقام عمر فصنع كما صنع أبو بكر ، فقال رسول الله (ﷺ) : أيكم يقوم ، اليه فيقتله ، فقال علي : أنا قال أنت إن أدركته فذهب فوجده قد انصرف ، فرجع ، فقال رسول الله (ﷺ) : هذا أول قرن خرج من أمتي لو قتلته ما اختلف اثنان بعده في أمتي. [60]

ابن ابی شیبہ، ابویعلی، بزار اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے صحابہ نے ایک شخص کا ذکر کیا اور انہوں نے اس کی جہاد میں قوت اور اس کی عبادت میں ریاضت کا ذکر کیا۔ اچانک وہی شخص سامنے آیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کے چہرے میں شیطان کا سیاہ دھبہ دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ قریب آیا تو سلام کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اپنے دل میں یہ سوچا تھا کہ مسلمانوں میں مجھ سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے ؟اس نے کہا ہاں میں نے سوچا تھا پھر وہ چلا گیا اور مسجد میں خط کھینچ کر نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون اُٹھتا ہے کہ اسے جا کر قتل کر دے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور وہ گئے انہوں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا تو واپس آگئے اور عرض کیا میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے میں نے نماز کی حالت میں قتل کرنے سے خوف کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کون اس کی طرف جاتا ہے تا کہ وہ اسے قتل کر دے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور اُنہوں نے بھی ایسا ہی کیا جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا کون اس کی طرف جاتا ہے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں حاضر ہوں فرمایا جاؤ اگر تم اسے پا سکو تو وہ گئے دیکھا کہ وہ جا چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شخص میری امت میں سے پہلا سینگ تھا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری امت میں اس کے بعد دو آدمیوں کا اختلاف نہ ہوتا۔

## فوائد:

(۱) غور کیجئے کہ شخص مذکور شرعی احکام کا کتنا بڑا پابند تھا لیکن حضور نبی اکرم ﷺ کی نگاہ کرم اور آپ کے عشق و محبت سے یکسر خالی تھا اسی لئے حضور نبی اکرم ﷺ کو بار بار متوجہ کرنے کے باوجود آپ نے اس کی جان پہچان سے انکار فرما دیا اگرچہ باطنی طور پر اسکے حالات سے پوری طرح واقف تھے چنانچہ جب وہ شخص حاضر ہوا تو آپ نے فرمادیا کہ "إِنِّي لَأَرَى وَجْهَهُ سَفْعَةً مِنَ الشَّيْطَانِ" [61] یعنی میں اس کے چہرے پر شیطانی دھبے دیکھتا ہوں اور اسے مخاطب کر کے اس کے اندرونی بغض و دشمنی نبوی ﷺ کا بھی پتا دے دیا چنانچہ اس کے ساتھ خطاب کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں "أَجَعَلْتَ فِي نَفْسِكِ أَنْ لَيْسَ فِي

---

[60] (الخصائص الكبرى، ذكر المعجزات فيما اخبر الخ، باب اخباره رجالا بما حد ثوا به انفسهم ،171/2، دار الكتب العلمية، بيروت)

[61] (تاريخ دمشق، رقم: 8235 يزيد بن أبان أبو عمرو الرقاشي البصري القاص، 73/65، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: 1415 هـ 1995 م)
(مسند أبي يعلى ، 154/7، الحديث: 4127، دار المأمون للتراث – دمشق، الطبعة: الأولى، 1404 1984)

الْقَوْمِ أَحَدٌ خَيْرًا مِنْکَ ؟ قَالَ اللھمّ نَعَمْ " [62]یعنی کیاتونے ابھی دل میں یہی سوچا کہ تجھ سے بہتر وبرتر کوئی نہیں اس کے منہ سے نکلاہاں یہی خیال تھا۔

اس سے ثابت ہوا ہمارے نبی پاک ﷺ کے علم کی وسعت کتنی ہے کہ ہر بندے کے حالات سے باخبر ہیں بلکہ آپ ہر ایک کے اندرونی معاملات کو بھی خوب جانتے ہیں اس شخص کے اتنے بہت بڑے زہد و تقوی کے باوجود رحمۃ للعالمین ﷺ امت کے غم میں ساری رات رونے والے کریم رحیم شفیق نبی پاک ﷺ بار بار اس کے قتل کا حکم فرمارہے ہیں اور جلیل القدر صحابہ اور خلفائے راشدین جیسی شخصیات کو پھر جب وہ قتل نہ ہوسکا تو افسوس فرماتے ہوئے فرمایا: " ھذا أول قرن خرج من أمتي لو قتلته ما اختلف اثنان بعده من أمتي " [63]یعنی اگر وہ قتل کیاجاتا تو بلا فی سبیل اللہ فساد کا یہی پہلا اور آخری مقتول ہوتا اور تاقیامت مذہبی جھگڑا اور اختلاف بھی دنیا سے اٹھ جاتا۔

ثابت ہوا کہ یہ جھگڑے اور فسادات مثلاً کبھی سنی شیعہ فساد اور کبھی گیارہویں، عرس، حرام اور کبھی میلادو جلوس بارہ ربیع الاول شریف کے عدم جواز پر لڑائی غرضیکہ گھر گھر میں شرارتیں برپا کرنا اسی نیک انسان لیکن نبی کریم ﷺ کے دشمن کی معنوی اولاد سے ہے۔

**مجاہد جہنم:** ایک شخص قرمان نامی کی وجہ سے غزوہ احد میں شریک نہ ہوسکا اور مدینہ طیبہ میں پڑا رہا عورتوں نے اسے کہاہماری طرح گھر میں کیوں بیٹھے ہو اس کی حمیت اس قدر جوش میں آئی کہ اسی وقت اٹھا اور شریک جہاد ہوا اس نے اس غضب سے تلوار چلائی کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیران و ششدر ہوگئے۔

حضور سرور عالم ﷺ نے دیکھ کر فرمایا یہ شخص جہنمی ہے لوگوں نے اس پر بڑا تعجب کیا۔ قرمان نے نعرہ مار کر کہا بھاگنے سے موت بہتر ہے اس جوش میں اس نے سات مشرکین کو ہلاک کردیا چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسکے پاس پہنچے اور کہا خدا تجھے شہادت نصیب فرمائے۔ کہنے لگا بخدا میں اسلام کی خاطر نہیں لڑرہا میں تو اس لئے لڑرہاہوں کہ یہ لوگ ہمارے نخلستان پر کہیں قابض نہ ہوجائیں اسی اثناء میں اسے ایک زخم آیا جس کا درد بڑھتا گیا چونکہ یہ درد اس کی برداشت سے باہر تھا اس وجہ سے وہ گھبرا گیا اور خنجر سینہ پر رکھ کر خودکشی کرلی۔ چونکہ لوگوں کو حقیقت حال کی خبر نہ تھی حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ اس نے سات مشرکین کو قتل کیا ہے اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا: "یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاء " بعد ازاں جب حقیقت کھلی تو فرمایا "أَشْھَدُ أَنِّیْ رَسُولُ اللّٰہِ" اور فرمایا: "وَإِنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ " [64] بے شک اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی اس فاجر کے ذریعہ مدد کی۔

---

[62]) حوالہ مذکورہ

[63]) حوالہ مذکورہ

[64]) (صحيح البخاري، كتاب القدر، باب العمل بالخواتيم، 2346/6، الحديث:6232، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

مکمل واقع شواہد النبوۃ میں ہے۔

(شواہد النبوۃ، رکن رابع، دربیان آنچہ از ہجرت تاوفات ظاہر شدہ است، ص97، مکتبۃ الحقیقۃ، استانبول، ترکیا)

## فوائد:

(۱) حضور سرور عالم ﷺ قرمان کے دل کی بات کو جانتے تھے جیسا کہ اس کے انجام پر حقیقت واضح ہوئی۔

(۲) بہت سے نیکی کرنے والے ضروری نہیں کہ وہ بہشتی ہوں نتیجہ خاتمہ پر ظاہر ہوتا ہے۔

(۳) حضور سرور عالم ﷺ غیب جاننے کے باوجود لوگوں سے منوانے پر مامور نہ تھے بلکہ آپ اپنی رسالت و نبوت کے اظہار کے بعد انہیں صرف نبوت کے علامات ونشانات ظاہر فرمادیتے۔

**کلمہ گو جہنمی:** ہجرت کے ساتویں سال ایک رات حضور عالم ﷺ نے محلم بن جنابہ عامر اشجعی کو جو ایک نو مسلم تھا سخت سست کہا اور پوچھا تم نے ایک کلمہ گو کو کیوں قتل کیا۔ عرض کی اس نے کلمہ محض جان بچانے کے لئے پڑھا تھا حضور ﷺ نے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہ چیرا کہ تجھے معلوم ہو جاتا اس کی کیا خواہش تھی زبان دل کی ترجمان ہے بعد ازاں حضور سرور عالم ﷺ نے محلم مذکور پر بدعا کی اور وہ ایک ہفتہ کے بعد مر گیا جب اسے دفن کرنے لگتے تو زمین اسے باہر پھینک دیتی تھی پانچ بار ایسا ہوا اسے ایک پتھر کے نیچے دفن کیا گیا۔ حضور ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا زمین اس سے بھی بدتر انسانوں کو نگل جاتی ہے لیکن ایسا یوں ہوا کہ تم لوگوں کو کلمہ شریف کی عظمت معلوم ہو جائے۔ [65]

**دل کی بات:** حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے میری ماں نے بھیجا تاکہ رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگ لاؤں جب میں سول اللہ ﷺ کے سامنے آکر بیٹھا تو آپ نے فرمایا: مَنْ اسْتَغْنَى أَغْنَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ اسْتَعَفَّ أَعَفَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ اسْتَكْفَى كَفَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ سَأَلَ وَلَهُ قِيمَةُ أُوقِيَّةٍ فَقَدْ أَلْحَفَ [66]

جو شخص لوگوں سے بے نیاز ہو گا اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے بے نیاز کر دے گا اور جو شخص سوال سے بچے گا اللہ تعالیٰ اسے بچائے گا اور جو شخص تھوڑے سے مال پر کفایت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے کفایت دے گا اور جو شخص سوال کرے گا حالانکہ اس کے پاس ایک اوقیہ (چالیس درہم) کے برابر مال ہو گا تو اس نے الحاف (مانگنے میں اصرار کرنا) کیا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کلام مبارک سننے کے بعد سوچا کہ میری فلاں اونٹنی ایک اوقیہ سے تو ہر حال اچھی ہے میں یونہی لوٹ آیا اور کچھ نہ مانگا۔ [67]

**ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے دل کا مطلب:** سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آیت تیمم نازل ہوئی تو ہمیں پتہ نہ

---

[65] (شواہد النبوۃ ،رکن رابع ،دربیان آنچہ از ہجرت تاوفات ظاہر شدہ است، ص119، مکتبۃ الحقیقۃ، استانبول، ترکیا)

[66] (سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب من الملحف، 98/5، الحدیث: 2595، مکتب المطبوعات الإسلامیۃ، سنۃ النشر: 1414ھ / 1994م)

[67] (شواہد النبوۃ، قسم ثانی از رکن رابع، دربیان شواھد ودلایلی کہ اوقات وقوع آن در کتبی کہ مأخذ این تاب است الخ، ص164، مکتبۃ الحقیقۃ، استانبول، ترکیا)

چلا کہ تیمم کس طرح کرنا چاہیے ہم حضور ﷺ کے در دولت پر حاضر ہوئے تا کہ ہم تیمم کے متعلق سوال کریں جب حضور ﷺ دولت کدہ سے باہر تشریف لائے مجھے دیکھا تو میری حاجت اور سوال جان گئے۔ اس کے بعد آپ نے پیشاب کیا پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا اور دونوں ہاتھوں سے چہرہ انور کا مسح کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے کوئی کام نہ کیا ہم واپس آگئے اور پھر مزید کوئی بات نہ پوچھی۔ (68)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۹۴)

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم جہاد کو چلو۔

یہ آیت "مرداس بن نھیک" کے حق میں نازل ہوئی جو اہل فدک میں سے تھے اور اُن کے سوا اُن کی قوم کا کوئی شخص اسلام نہ لایا تھا اس قوم کو خبر ملی کہ لشکر اسلام ان کی طرف آرہا ہے تو قوم کے سب لوگ بھاگ گئے مگر "مَرْدَاس" ٹھہرے رہے جب انہوں نے دور سے لشکر کو دیکھا تو بایں خیال کہ مبادا کوئی غیر مسلم جماعت ہو یہ پہاڑ کی چوٹی پر اپنی بکریاں لے کر چڑھ گئے جب لشکر آیا اور انہوں نے اللہ اکبر کے نعروں کی آوازیں سنیں تو خود بھی تکبیر پڑھتے ہوئے اتر آئے اور کہنے لگے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" السلام علیکم مسلمانوں نے خیال کیا کہ اہل فدک تو سب کافر ہیں یہ شخص مغالطہ دینے کے لئے اظہارِ ایمان کرتا ہے بایں خیال اُسامہ بن زید نے ان کو قتل کر دیا اور بکریاں لے آئے جب سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے تو تمام ماجرا عرض کیا حضور کو نہایت رنج ہوا اور فرمایا کہ تو نے اسے ارادۃ اور قصداً قتل کیا صرف اس نیت پر کہ اس کی بکریاں ہاتھ لگ جائیں حالانکہ تو سن رہا تھا کہ وہ پڑھتا تھا "لا الہ الا اللہ" اسامہ نے کہا وہ خوف کے مارے پڑھ رہا تھا اس کی نیت نہیں تھی ایک روایت میں ہے اس نے تلوار کے خوف سے کلمہ پڑھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "هلا شققت عن قلبه فنظرت أصادق هو أم كاذب؟"

یعنی کیا تو نے اس کا دل چیرا تھا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا؟

اس کے بعد حضور ﷺ نے اسامہ کو یہی آیت پڑھ کر سنائی حضرت اسامہ نے عرض کی آپ میرے لئے استغفار فرمایئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے کلمہ "لا الہ لا اللّٰہ الخ" کا کیا جواب ہو گا جو اس نے پڑھا تھا بار بار دہراتے تھے حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ آپ کے اس جلال و غضب سے اور بار بار کے اسی مضمون کے تکرار سے میں آرزو کرتا کاش میں اس سے قبل مسلمان نہ ہوتا اور یہ دولت مجھے آج نصیب ہوتی تا کہ مجھ سے اتنی بڑی غلطی نہ ہوتی اور نہ ہی حضور ﷺ ناراض ہوتے پھر میرے لئے استغفار فرمایا اور حکم صادر فرمایا کہ اس کی بکریاں واپس کر دے اور ایک غلام آزاد کر۔ (69)

مزید واقعہ کی تفصیل تفاسیر میں شانِ نزول کی بحث میں ہے۔

فائدہ: اس واقعہ سے حضور ﷺ کا دور سے ایک کلمہ گو کی قلبی حالت کو بیان فرمانا ہمارے موضع سخت ہے اور حضرت اسامہ باوجود یہ کہ محبوب بن محبو

---

[68] (شواہد النبوۃ۔ قسم ثانی از رکن رابع۔ دربیان شواھد ودلایلی کہ اوقات وقوع آن درکتبی کہ مأخذ ایں تاب است الخ، ص164، مكتبة الحقيقة. استانبول. ترکیا)

[69] (روح البیان. النساء:94. 263/2. دار الفكر بيروت)

ب تھے لیکن اتنا ناراضگی کہ وہ محبوب اپنے آپ کو مغضوب ترین سمجھنے لگا۔

**منافقین کی سازش:** غزوہ تبوک سے واپسی پر منافقین کی ایک جماعت نے اتفاق کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب عقبہ پہنچیں تو انہیں وہاں گرایا جائے رات کے وقت حضور ﷺ عقبہ پہنچے تو آپ نے تمام لوگوں کو براستہ وادی جانے کا حکم دیا لیکن خود عقبہ روانہ ہوئے اور کسی کو اپنے پیچھے آنے کی اجازت نہ بخشی آپ نے اپنے اونٹ کی مہار حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اسے ہانکنے کا حکم فرمایا اس طرح جب وہ عقبہ کی طرف جارہے تھے تو پیچھے سے اچانک چند لوگ ظاہر ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ پیچھے جا کر انہیں واپس کر دو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا تھا جو انہوں نے بے خوف وخطر ہو کر ان کی اونٹنیوں کے نتھنوں پر مارنا شروع کر دیا منافقین خیال کرنے لگے کہ حضور ﷺ کو ان کے مکر وفریب کا پتہ چل گیا ہے وہ عقبہ سے بسرعت نیچے اتر آئے حضور ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تمہیں ان میں سے کسی کی پہچان ہے انہوں نے جواب دیا ہاں میں نے فلاں فلاں شخص کی سواری کو پہچان لیا لیکن انہوں نے اپنے چہروں پر نقاب اوڑھے ہوئے تھے اور چونکہ سخت اندھیرا تھا اسی لئے میں ان میں سے کسی کو شناخت (کامل) نہ کر سکا جب عقبہ سے گذر گئے اور صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابو یحییٰ کیا تمہیں معلوم ہے کہ کل منافقین نے کیا منصوبہ بنایا۔ دراصل وہ چاہتے تھے کہ مجھے عقبہ سے گرادیں۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ فرمائیں تو فوراً ان کے سر کاٹ کر آپ کی خدمت اقدس میں پیش کر دوں آپ نے فرمایا اے اسید مجھے یہ بات پسند نہیں اس لئے کہ لوگ کہیں گے کہ جنگ کے خاتمہ پر پیغمبر ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو ہی قتل کرنا شروع کر دیا ہے۔ حضرت اسید نے عرض کی وہ آپ کے اصحاب تو نہیں ہیں آپ نے فرمایا وہ کلمہ شہادت تو پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا کہنے والوں کے قتل سے منع فرمایا ہے اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کے نام بتائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھانے سے روکا ہے یہ بات حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بغیر حضور ﷺ نے کسی کو نہ بتائی آپ کے وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا کرتے اگر وہ کسی کا جنازہ پڑھ لیتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی پڑھ لیتے ورنہ رد کر دیتے۔ [70]

**دل کا سوال:** وابصہ بن معبد کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں تھا اور عہد کیا تھا کوئی بھی نیکی وبدی کی بات ایسی نہ ہو گی جسے آپ سے دریافت نہ کروں میں نزدیک پہونچا تو صحابہ کی ایک جماعت آپ کو گھیرے بیٹھی تھی میں نے چاہا کہ آپ کے نزدیک بیٹھوں مگر صحابہ نے مجھے دور رہنے کو کہا مگر حضور ﷺ نے مجھے دیکھ کر قریب آنے کو کہا یہاں تک کہ میں آپ کے زانوں سے زانوں ملا کر بیٹھ گیا آپ نے فرمایا کیا میں خود بتاؤں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ آپ نے فرمایا تم نیکی اور بدی کے متعلق دریافت کرنا چاہتے ہو پھر حضور ﷺ نے اپنی انگلیاں میرے سینے میں گاڑ دیں اور فرمایا: يَا وَابِصَةُ اسْتَفْتِ قَلْبَكَ اسْتَفْتِ نَفْسَكَ الْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ وَاطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ

[70] (شواہد النبوۃ، رکن رابع، قسم اول دربیان دلایل وشواهدی، ص130، مكتبة الحقيقة، استانبول، ترکیا)

وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ وَإِنْ أَفْتَاکَ النَّاسُ وَأَفْتَوْکَ [71]

اے وابصہ اپنے دل سے فتویٰ لے نیکی وہ ہے جس سے دل مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور سینہ میں اس کا احساس ہو اگر چہ لوگ تجھے کوئی اور طریق سے فتوی دیں۔ [72]

اہل کتاب کے سوال کا جواب: عقبہ بن عامر الجہنی کا بیان ہے ایک دن میں حضور ﷺ کی مجلس سے باہر جا رہا تھا تو مجھے چند اہل کتاب ملے جو کتابیں اٹھا کر آ رہے تھے مجھے کہنے لگے اجازت حاصل کرو تا کہ ہم حضور ﷺ کو مل سکیں میں واپس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ان سے کیا سروکار مجھ سے ایسی چیزیں پوچھتے ہیں جن کا مجھ سے واسطہ نہیں میں تو بندہ ہوں میں نہیں جانتا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ مجھے آگاہ نہ کر دے پھر آپ نے کہا پانی لاؤ آپ نے وضو فرما کر دو رکعت نماز ادا کی آپ کے چہرے پر اس سرور کا اثر نمایاں ہونے لگا اور کہا جاؤ انہیں اور جس قدر صحابہ ہوں اندر لے آؤ جب سب اندر آ گئے تو حضور ﷺ نے پوچھا کیا چاہتے ہو کہ جو کچھ تم پوچھنے آئے ہو اس کی خود ہی خبر دوں وہ جواب بھی دوں جو تمہاری اپنی کتابوں میں تحریر ہے انہوں نے کہا ہاں وہ سوال بتائیں جو ہم پوچھنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا تم قصہ اسکندر دریافت کرنا چاہتے ہو اور میں تمہیں وہی جواب دوں گا جو تمہاری کتابوں میں لکھا ہے۔ آپ نے سارا قصہ اسکندر سنایا وہ سب کے سب اعتراف کرنے لگے کہ واقعی ایسا ہماری کتابوں میں درج ہے۔ [73]

ہر سوال کا جواب: ایک ثقفی اور ایک انصاری باہم مشورہ کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچے تا کہ آپ سے سوال پوچھ سکیں۔ ثقفی نے انصاری کو کہا یہ تمہارا اپنا شہر ہے جس وقت چاہو آپ سے سوال کر سکتے ہو مجھے اجازت دو میں پہلے سوال پوچھ لوں۔ اجازت ملنے پر جب وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تم سوال کرنا چاہتے ہو یا میں بتاؤں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو۔ ثقفی نے کہا آپ بتائیں۔ آپ ﷺ نے کہا تم نماز و روزہ کے متعلق پوچھنا چاہتے ہو۔ ثقفی نے قسم کھا کر کہا کہ میں محض یہ سوال لے کر آیا تھا۔ حضور ﷺ نے نماز و روزہ کی وضاحت فرمائی پھر انصاری آیا اور آپ ﷺ نے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہارا سوال بتاؤں۔ انصاری نے عرض کیا آپ خود بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم حج، روزہ، عرفہ، حلق شعر اور طواف کے متعلق پوچھنا چاہتے تھے۔ اس نے کہا مجھے اللہ کی قسم میں یہی پوچھنے آیا تھا پھر آپ ﷺ نے ان مسائل پر روشنی ڈالی۔ [74]

حضرت شیبہ بن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور انور ﷺ فتح مکہ کے بعد ہوازن سے جنگ کے ارادہ سے نکلے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ

---

[71] (حلية الاولياء وطبقات الاصفياء ،ذكر أهل الصفة ،وابصة بن معبد الجهني وذكر وابصة بن معبد الجهني في أهل الصفة الخ، 24/2، دار الكتب العلمية بيروت (طبعة 1409ھ بدون تحقيق))

[72] (شواہد النبوۃ ،رکن رابع، دربیان آنچہ از ہجرت تاوفات ظاہر شدہ است، ص169، مکتبۃ الحقیقۃ، استانبول، ترکیا)

[73] (شواہد النبوۃ ،رکن رابع، دربیان آنچہ از ہجرت تاوفات ظاہر شدہ است، ص170، مکتبۃ الحقیقۃ، استانبول، ترکیا)

[74] (شواہد النبوۃ ،رکن رابع، دربیان آنچہ از ہجرت تاوفات ظاہر شدہ است، ص168، مکتبۃ الحقیقۃ، استانبول، ترکیا)

انتقام کا بہترین موقعہ ہے شاید گڑبڑ میں میں آپ کو قتل کر کے اپنے باپ، چچا اور بنی اعمام کے جنگ احد میں قتل ہونے کا بدلہ لینے میں کامیاب ہو جاؤں اس وقت میرے خیالات ایسے تھے کہ اگر تمام عرب و عجم کے لوگ آپ کے تابع ہو جائیں تو بھی ہر گز آپ کے تابع نہ ہوں گا بلکہ آپ سے میری عداوت اور بھی بڑھتی ہی جائے گی۔ چنانچہ میدان جنگ میں خوب زور و شور سے گڑبڑ ہوئی تو حضور ﷺ پیادہ ہو گئے اور میں اس وقت بالکل آپ کے قریب تھا میں نے وار کرنے کے ارادہ سے تلوار اٹھائی تو یکایک مثل برق ایک شعلہ آگ میری طرف آیا جس سے میری آنکھیں چکا چوند ہو گئیں اور مجھے کچھ نہ سوجھا میں نے بے اختیار آنکھوں پر ہاتھ لیا۔ حضور ﷺ نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور کہا شیبہ میرے قریب آؤ میں قریب ہوا تو آپ نے تین بار میرے سینے پر دست مبارک مارا جس سے میرے دل میں آپ کی اتنی محبت پیدا ہوئی کہ اس سے زیادہ متصور نہیں ہو سکتی۔ حضور ﷺ نے مجھے جنگ کرنے کا حکم دیا میں نے آگے بڑھ کر تلوار چلانا شروع کر دیا خدا تعالیٰ کی قسم اس وقت میری یہ حالت تھی کہ اگر کوئی وار حضور ﷺ پر آتا تو بھی میں اپنے اوپر لے لوں اگر اس وقت میرا باپ بھی زندہ ہوتا اور میرے سامنے آتا تو میں اس پر بھی تلوار چلاتا غرض کہ میں اختتام جنگ تک حضور ﷺ کے ساتھ رہ کر جہاد کرتا رہا اسکے بعد حضور ﷺ اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے میں بھی وہاں حاضر ہو گیا دیکھا کہ حضور کے چہرہ انور پر آثار مسرت نمایاں تھے فرمایا اے شیبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو ارادہ فرمایا وہ بہتر ہے اس سے جو تم نے ارادہ کیا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے میرے ان تمام خیالات کو بیان فرمایا جو میں نے کسی سے نہ کہے تھے میں نے توحید و رسالت کی گواہی دے کر عرض کی حضور میرے لئے بخشش کی دعا فرمادیں ارشاد ہوا کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا۔[75] (سیرۃ النبویہ، مقاصد الاسلام)

حضور اکرم ﷺ نے حضرت شیبہ کے سینے پر تین مرتبہ جو دست مبارک سے ضرب لگائی اس کی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ پہلی ضرب سے ان کے دل سے کفر نکال دیا دوسری ضرب سے ایمان داخل کر دیا تیسری ضرب سے اپنی محبت بھر دی اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی محبت کافر کے دل میں کبھی نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے ایسا برگزیدہ سینہ و دل درکار ہے جو کہ نور ایمان سے منور ہو۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے شکایت کی کہ مجھے قرآن شریف یاد نہیں رہتا فرمایا اس کا سبب شیطان ہے جس کو خنزب کہتے ہیں۔ پھر فرمایا میرے قریب آؤ میں قریب ہوا:

فوضع يده على صدري وقال: «يا شيطان اخرج من صدر عثمان» . فما نسيت شيئا بعده أريد حفظه.[76]

حضور اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور فرمایا "اے شیطان عثمان کے سینے سے نکل جا" میں جس چیز کو یاد کرنے کا ارادہ کرتا اس کے بعد میں اسے نہیں بھولتا۔

اربابِ سیر کہتے ہیں کہ ابو سفیان غزوہ خندق سے لوٹنے کے بعد اپنی قوم میں بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو مدینہ طیبہ جائے اور گھات میں لگا رہے

---

[75] (تاریخ دمشق، رقم: 2776، شیبة بن عثمان، 258/23، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، عام النشر: 1415ھ 1995م)

[76] (المواهب اللدنية، الفصل العاشر فی ذکر من وفد علیه ﷺ وزاده فضلا وشرفا لدیه، 573/1، المکتبة التوفیقیة، القاهرة مصر)

تا کہ محمد (ﷺ) سے ہمارا انتقام لے کیونکہ وہ بازاروں میں آتے اور تبلیغ رسالت دوست و دشمن سے بے خوف ہو کر کرتے رہتے ہیں اس پر ایک بدوی کھڑا ہوا اس نے کہا اگر تو میری تقویت کرے تو میں اس کام کو انجام دوں گا چونکہ میں ایک تیز و براں خنجر رکھتا ہوں ایک لحظہ میں ان کا کام تمام کر دونگا۔ ابو سفیان نے اس کی سواری کے لئے ایک اونٹ دیا اور زاد راہ بھی سپرد کیا بعد ازاں اس راز کو چھپانے کی نصیحت کی وہ مدینہ کی طرف چل دیا۔ رسول اللہ ﷺ کسی قبیلہ کی مسجد میں تشریف فرما نصیحت میں مشغول تھے وہ بدوی وہاں پہنچ گیا اس نے کہا آپ ابن عبد المطلب ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ہاں میں ابن عبد المطلب ہوں وہ بدوی حضور ﷺ کی طرف بڑھا حضور ﷺ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو میری ہلاکت کا درپے ہے اور فرمایا سچ بول کیونکہ سچائی ہی تجھے چھڑا سکتی ہے اس پر اس نے ساری حقیقت حال بیان کر دی۔ حضور ﷺ نے اسے امان دے کر فرمایا جا جہاں تیرا جی چاہے اس بدوی نے کہا "أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّکَ رَسُولُ اللّٰهِ" اسکے بعد اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جب میں نے آپ کو دیکھا تو میری طائر عقل پرواز کر گئی اور میرا جسم لرزنے اور کانپنے لگا کہ کوئی بھی میرے دلی ارادے سے واقف نہیں بجز میرے اور ابو سفیان کے اور میں نے سمجھ لیا کہ ابو سفیان کی جنگ اور شیطان کی جنگ سے آپ کا محافظ و نگہبان خدا ہے۔ وہ بدوی یہ باتیں کہتا جاتا تھا اور حضور ﷺ تبسم فرماتے جاتے تھے۔

**علم لدنی:** ہم اہل سنت علم لدنی کے قائل ہیں اور یہ باطنی امور کے حصول بطریق الہام باطنی امور کے حصول کا نام ہے۔ تفسیر خازن میں ہے "علم لدنی" سے مراد علم باطن الہاماً ہے اور علم لدنی کی مزید تحقیق ہم نے اپنی تفسیر کی آیت "وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا" (پارہ ۱۵، سورۂ الکھف، آیت ۶۵) ترجمہ "اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا" کے تحت لکھا ہے بہر حال علم لدنی کے قاعدہ پر بھی ثابت ہے کہ اللہ والے دل کے بھید و اسرار سے باذن اللہ تعالیٰ و بعطاء واقف ہوتے ہیں اسی لئے بعض مفسرین نے حضرت خضر علیہ السلام کے لئے "وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا" میں "عِلْمًا" سے علم لدنی مراد لیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم سے بہت سے پوشیدہ راز اور مخفی اسرار سے مطلع ہو جاتے تھے چند ایک واقعات ہم نے اپنی تفسیر میں لکھ دیئے ہیں۔

**ہد ہد:** چونکہ دل کے بھید و اسرار ایک گویا غلاف اور پردہ میں مخفی اور پوشیدہ ہوتے ہیں اور ان بھیدوں و اسرار کو آلہ اور ظاہری اسباب کے بغیر جان لینا اللہ تعالیٰ کی دین و عطا سمجھا جاتا ہے اور چاہے تو وہ اس کا علم ہد ہد جیسے پرندے کو عطا کر دے اور چاہے کسی اپنے بندے کو اور ہد ہد کے متعلق مخالفین بھی قائلین ہیں۔

**آخری گذارش:** فقیر نے اپنی استطاعت پر کافی مواد جمع کیا ہے ماننے والے کے لئے ایک مضمون بھی کافی ہے نہ ماننے والے ضدی کو دفتر بھی ناکافی۔ فقیر اس سے بڑھ کر مواد پیش کر سکتا ہے لیکن بقدر ضرورت اسی پر اکتفا کرتا ہے۔ اب مخالفین کی تصریحات بھی ملاحظہ ہوں جس میں انہوں نے صاف لکھا کہ انبیاء و اولیاء کو کسی قسم کا علم غیب نہیں نہ ذاتی نہ عطائی۔

مولوی منظور احمد نعمانی نے لکھا کہ "وہ علم ماکان و مایکون خاصہ ٔ خداوندی ہے جس میں کوئی بھی غیر اللہ اس کا شریک ہو نہیں سکتا"۔

(رسالہ، ماہنامہ الفرقان، توحید نمبر، صفحہ ۱۳۹)

" کتاب و سنت کو سامنے رکھ کر علم کی تقسیم یوں نہ ہو گی کہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی علم رسولوں کا علم عطائی یعنی نوعی فرق کے ساتھ دونوں برابر ہے گویا ایک حقیقی خدا ایک مجازی خدا" ۔ (توحید نمبر، صفحہ ۱۲۱)

یہ آیت تا قیامت یہی اعلان کرتی رہے گی کہ آپ کو علم غیب نہ تھا اس لئے قیامت تک آپ کو علم غیب نہ ہو گا۔ (توحید نمبر، صفحہ ۱۲۶)

دیوبندی جماعت کے دینی پیشوا مولوی منظور احمد نعمانی لکھتے ہیں:

جس طرح محبت عیسوی کے پودے میں الوہیت مسیح کے عقیدہ نے نشو نما پائی اور جیسے کہ حب اہل بیت کے نام پر رفض کو ترقی ہوئی اسی طرح حسب نیت اور عشق رسالت کا رنگ دے کر مسئلہ علم غیب کو بھی فروغ دیا جا رہا ہے بے چارے عوام محبت کا ظاہری عنوان دیکھ کر برابر اس پر ایمان لا رہے ہیں۔

(الفرقان، شمارہ ۵، جلد ۶)

چونکہ عقیدہ علم غیب کا یہ زہر محبت کے دودھ میں ملا کر امت کے حلقوں میں سے پلایا جا رہا ہے اس لئے یہ ان تمام گمراہانہ اعتقادات سے زیادہ خطرناک ہے۔ مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کر سکوں اور غیب دانی اگر میرے قابو میں ہوتی تو پہلے ہر کام کا انجام معلوم کر لیتا اگر بھلا ہوتا تو اس میں ہاتھ ڈالتا اگر برا ہوتا تو کاہے کو اس میں قدم رکھتا غرض کہ قدرت اور غیب دانی میں نہیں اور کچھ خدائی کا دعوی نہیں رکھتا فقط پیغمبری کا مجھ کو دعوی ہے۔[77] (تقویۃ الایمان، صفحہ ۲۴)

جیسے بیماری و تندرستی و کشائش و تنگی، مرنا، جینا، غم و خوشی سب کی ہر وقت اسے خبر رہتی ہے اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال و وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں شرک ہیں خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادے سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے خواہ اللہ کے دیئے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہو گا۔[78] (تقویۃ الایمان، صفحہ ۱۰)

کچھ اس بات میں بھی ان کو بڑائی نہیں ہے کہ اللہ صاحب نے غیب دانی اختیار میں دے دی ہو کہ جس کے دل میں احوال جب چاہیں معلوم کر لیں یا جن غیب کا جب چاہیں معلوم کر لیں کہ وہ جیتا ہے یا مر گیا یا کس شہر میں ہے یا جس آئندہ بات کو جب ارادہ کر لیں دریافت کر لیں کہ فلاں کے یہاں اولاد ہو گی یا اس سوداگری میں اس کا فائدہ ہو گا یا نہ ہو گا یا اس لڑائی میں فتح پائے گا یا شکست کہ ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان ہیں۔[79] (تقویۃ الایمان، صفحہ ۲۵)

---

77) (تقویۃ الایمان از اسماعیل دھلوی، پہلا باب: توحید و شرک کے بیان میں، الفصل الثانی، ص 58، مکتبہ خلیل، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

78) (تقویۃ الایمان از اسماعیل دھلوی، پہلا باب: توحید و شرک کے بیان میں، الفصل الثانی، ص 52، مکتبہ خلیل، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

79) (تقویۃ الایمان از اسماعیل دھلوی، پہلا باب: توحید و شرک کے بیان میں، الفصل الثانی، ص 59، مکتبہ خلیل، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

اللہ صاحب نے پیغمبر ﷺ کو فرمایا کہ لوگوں سے کہہ دیں کہ غیب کی بات سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ کوئی چیز یعنی غیب کی بات کو جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں۔ [80] (تقویۃ الایمان، صفحہ ۲۲)

اسکے علاوہ بے شمار ایسی تصریحات ان کی تصانیفات میں موجود ہیں فقیر اسی پر اکتفا کر کے رسالہ کو ختم کرتا ہے۔

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۲۳ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

بہاول پور۔ پاکستان

80) (تقویۃ الایمان از اسماعیل دھلوی، پہلا باب: توحید و شرک کے بیان میں، الفصل الثانی، ص 53، مکتبہ خلیل، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)